درس حدیث

محمد اظہر مدنی

یوم جمعہ-فضائل ومسائل

عن طارق بن شهاب رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الجمعة حق واجب علی كل مسلم فی جماعة الا علی اربعة: عبد مملوک، أو امرأة، أوصبی، أو مریض" (ابوداؤد:۱۰۶۷،والطبرانی فی الکبیر۳۸۵/ ۸-۳۸۶)

ترجمہ: حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: نماز جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنا واجب ہے سوائے چار لوگوں کے، غلام جو کسی کی ملکیت ہو، عورت، بچہ اور مریض۔

تشریح: اسلام میں جمعہ کے دن کی بڑی فضیلت ہے۔اس کے مقام ومرتبہ کا ذکر قرآن واحادیث میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔جس سے دیگر ایام کے مقابلے میں اس کے امتیازات کا اندازہ ہوتا ہے۔اس کی اہمیت وفضیلت اور مقام ومرتبہ کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سید الایام قرار دیا ہے۔ابن ماجہ کی ایک روایت میں حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذ ررضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشادفرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا ہے (بلکہ اس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ) وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سے بھی زیادہ عظمت وفضیلت والا ہے۔اور اس کی پانچ خصوصیتیں ہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ نے اس دن یعنی بروز جمعہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا (۲)، اسی دن انہیں زمین پر اتارا (۳) اسی دن ان کو فوت کیا (۴) جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ کسی حرام کا سوال نہ کررہا ہو۔اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور مقرب فرشتے، آسمان وزمین، ہوا، پہاڑ، اور سمندر یہ سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوا جمعہ کا دن ہے۔حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ "**ان من افضل ایامکم یوم الجمعة**" تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے۔اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی دن ان کی وفات ہوئی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن تیز اور دل دہلا دینے والی آواز بلند ہوگی۔چنانچہ ہر وہ مسلمان جس پر نماز جمعہ فرض ہے، اسے اس دن کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس کثیر الفوائد عظمتوں سے لبریز، خیرات وبرکات سے بھرپور دن سے مستفید ہونے کے لئے اس دن کی تعلیمات اور آداب کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے اور اس کے مطابق یہ مبارک دن گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کی رات سورہ الکہف کی تلاوت کی تو اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان کی مسافت کے برابر نور کی روشنی ہوجاتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن نماز فجر میں سورہ السجدہ اور سورۃ الدھر کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جمعہ کا غسل ہر بالغ پر واجب ہے۔اور بخاری ومسلم کی روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص جب جمعہ کے لیے آنے کا ارادہ کرے تو وہ غسل کرے۔خوشبو لگانے کا اہتمام کرے، اچھے کپڑے پہنے، سر میں تیل لگائے۔جب نماز جمعہ کا وقت ہوجائے تو بغیر تاخیر جلدی سے مسجد آئے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْن**"۔"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن کی نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔یہ بات ذہن نشین رہے کہ پہلی پہر میں مسجد میں آنے کی صورت میں ایک اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے اور جب امام منبر کی طرف بڑھتا ہے تو فرشتے بھی اپنے رجسٹر کو بند کرکے مسجد میں داخل ہوکر خطبہ سننے لگتے ہیں۔تاخیر سے پہنچنے والا شخص خیر کثیر اور اجر عظیم سے محروم ہوجاتا ہے۔نیز آداب جمعہ میں سے یہ بھی ہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے تحیۃ المسجد ادا کی جائے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگی جائیں اور نہایت ہی خاموشی اور تواضع سے خطبہ کو بغور سنا جائے۔بیہودہ اور لغو باتوں سے بالکلیہ اجتناب کیا جائے، نماز جمعہ کے بعد سنت کا اہتمام کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ اس مبارک ساعت کی تلاش میں لگا رہنا چاہئے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔لیکن یہ ساعت بہت مختصر ہوتی ہے۔مختلف احادیث میں مختلف اوقات کا ذکر ہے۔مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ وہ وقت امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز ختم ہونے کے درمیان تک ہے۔اور ایک حدیث میں ہے کہ عصر کے بعد آخری گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔

بہر حال اوقات کی تحدید وتعیین میں کسی کو اختلاف ہوسکتا ہے مگر بروز جمعہ دعاء کی قبولیت کے بارے میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم تمام لوگوں کو جمعہ کے دن کی اہمیت وفضیلت کو سمجھنے اور اس کے آداب کے مطابق عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اس دن مسجد میں تاخیر سے پہونچنے یا دوران خطبہ بات کرنے یا دیگر چیزوں میں مشغول رہنے یا اس کے علاوہ جتنی بھی طرح کی کوتاہیاں ہم لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام سے اجتناب کرنے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزارنے اور اس دن کے اجر وثواب اور دعا کی قبولیت کے اوقات سے مستفید ہونے کی خصوصی عنایت مرحمت فرماتے ہوئے کثرت سے درود پڑھنے اور تلاوتِ کلام پاک میں زیادہ وقت لگانے کی توفیق ارزانی فرمادے۔آمین۔وصلی الله علی نبینا محمد وسلم تسلیما کثیراً ☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
رحمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اہم گوشے ۶
العقود الذهبية في شرح الصفات الالهيه ۹
معصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصانات ۱۱
حسنِ اخلاق کی اہمیت ۱۵
اصلاح ذات- کیوں اور کیسے؟ ۱۸
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت ۲۰
کردار کا غازی ملک الصحراء ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی... ۲۱
علم وعمل کی پیکر چار عظیم شخصیت ۲۴
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۷
جماعتی خبریں ۲۹
دوروزہ عالمی سیمینار بعنوان شیخ محمد عزیر شمس رحمہ اللہ- حیات وآثار ۳۱
کلینڈر ۲۰۲۳ء ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدلِ اشتراک
سالانہ ________ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ________ ۷/روپے
پاکستان ________ ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

انحطاط وتنزل کا سبب

کسی قوم پر زوال، پستی اور پسپائی کا دور آتا ہے تو اس کے اندر طرح طرح کی خامیاں اور کوتاہیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور ہر سطح پر وہ پست ذہنی، خرد ماغی وخرمستی، خردہ گیری، خواب غفلت، حرام خوری، بادہ خواری، خرد برد، بد خواہی، ذلت وخواری، نوع بنوع خرابی وخست، خام خیالی اور خواب وخیال اور خواب خرگوش کا شکار ہونے لگتی ہے۔ خود پسندگی، خوش مزاجی، خوش خلقی، خوش بختی، خوش خرامی، خودی وخودداری، عقل وخرد، خوش طبعی، روشن خیالی، خوئے نیک، خصلت حمیدہ اور خلق حسن اس سے ناپید ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ ہر سطح پر اپنے فرائض اور اخلاقیات کو بھول کر بالکل لایعنی اور دوراز کار بحثوں اور مسئلوں میں الجھی رہتی ہے۔ اپنے دائرہ اور حلقہ اثر میں رہ کر جو کام انجام دینا چاہئے اس کا اسے ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ اس کی وہ پرواکرتی ہے۔ حالانکہ ملک وملت کے لیے اس کے دائرۂ اثر اور حلقۂ یاراں میں اس کی مخلصانہ وحکیمانہ کاوشوں سے بہتر کام انجام پاسکتا ہے اور اس کے اچھے اثرات ظاہر ہوسکتے ہیں۔ وہاں اس کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ اس کی ادنیٰ فکر مندی اور حرکت ونشاط سے ایک خلاپُر ہوسکتا ہے۔ مگر وہ یہ سب کچھ نہ کر کے دور کی کوڑی لاتا ہے۔ جو اس کے دائرۂ اثر اور میدان کار کی چیز نہیں ہوتی اس پر وہ تبصرے کرتا ہے۔ دوسروں پر نقد کرتا ہے، اس میں اپنی رائے دیتا اور اس پر اصرار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے اور اس میں ذرہ برابر اور کسی طرح تنازل کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا بلکہ دھیرے دھیرے وہ جنگ وجدال اور بحث ومباحثہ کا ایسا دروازہ کھول دیتا ہے جس میں قوم وملت الجھ کر رہ جاتی ہے۔ اس کی فکری، ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کا اکثر حصہ اسی کی نذر ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ خود دوسروں کی انرجی برباد کرنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ حالانکہ بظاہر وہ انہی کی اصلاح وسدھار اور تعمیر وترقی کا دم

بھرتا ہے اور اسی میں نسلیں کھپنی شروع ہوجاتی ہیں اور قومیں برباد ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جس کی اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے زوال کی مدت اگر پچاس سال ہے تو اسی غیر تعمیری اور تخریبی نقد وتبصرہ، احتجاج واختلاف اور مخالفت کی وجہ سے چند سالوں میں ہی اس کے زوال وانحطاط کی انتہاء ہونے لگتی ہے۔ اس طرح کے لوگ عموماً یا تو نادان دوست ہوتے ہیں یا حاسد و باغض اور متربص اور موقع پرست ہوتے ہیں، یا منافق اور معاند ہوتے ہیں۔ خواہ وہ مذہبی اعتبار سے یا جغرافیائی اعتبار سے یا مسلکی اور فکری اعتبار سے اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوں اس کے نقصانات بہر حال مرتب ہوکر رہتے ہیں۔ اور ان نادانیوں اور حماقتوں یا شرارتوں کا خمیازہ پوری امت کو بھگتنا پڑتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے امت اور انسانیت عظیم بحران کا شکار ہوجاتی ہے۔ پھر کسی کی کوئی عزت اور وقعت نہیں رہ جاتی ہے۔

چوں از قومے یکے بے دانشی کرد
نہ کہہ را منزلت ماند نہ مہ را

یہ حالت زار تو قوم کے بعض اور معدودے چند کی بے شعوریوں اور بد اعمالیوں کی پاداش میں ہوتی ہے۔ اگر قوم کی اکثریت اس نادانی اور بداندیشی کا مظاہرہ کرنے لگے تو پھر اس قوم اور ملک وملت کو پستی اور ذلت وخواری سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور پھر بعد کے تجزیئے، تبصرے اور تلافی مافات کی کوششیں کچھ معنی نہیں رکھتیں اور نہ اس کے کچھ فائدے ہوتے ہیں، سوائے حسرت وندامت اور جھلاہٹ کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔ میں آپ سے صاف صاف عرض کرتا ہوں کہ خرابی بسیار کے بعد تدارک وتلافی کا معاملہ تو سب کرتے ہیں، ٹھوکریں کھانے کے بعد ایک مومن اور عاقل انسان سمجھدار ہوجاتا ہے اور سنبھل جاتا ہے مگر نادان سب کچھ گنوا بیٹھتا ہے، تب اسے اس کی حفاظت کی فکر دامن گیر ہوتی ہے۔

ہر چہ دانا کند، کند ناداں
لیک بعد از خرابی بسیار

کہ نادان آخر وہی کام کرتا ہے جو عقلمند کرتے ہیں لیکن ایک بڑی خرابی پیدا ہوجانے کے بعد

دور حاضر میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ اور المیہ یہ ہے کہ وہ کام کرنے کے بجائے کلام کرنے میں طاق نظر آتے ہیں۔ ذمہ داری لینا اور پھر اسے نبھانا تو نہیں آتا ہی نہیں۔ وہ صرف کلام کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور باتیں کرنے میں تو زمین وآسمان کی قلابیں ملانے میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اگر صرف معاملہ باتیں بنانے اور مجلس گرمانے کا ہے تو اس سے بدتر بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ ”بروز قیامت تم میں سے سب سے زیادہ میرا محبوب سب سے زیادہ قریبی ہم نشیں، سب سے اچھے اخلاق والا ہوگا۔ اور قیامت کے دن سب سے زیادہ مبغوض وناپسندیدہ اشخاص اور میری ہمنشینی سے محروم لوگ، بے تکان بولنے والے، گلے پھاڑ پھاڑ کر باتیں کرنے والے اور متکبرانہ انداز میں گفتگو کرنے والے ہوں گے۔ (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عباس ترجمان القرآن، مفسر عظیم اور حبر الامۃ رضی اللہ عنہ ایک دن صفا پہاڑ پر چڑھ گئے اور اپنی زبان پکڑ کر کہنے لگے۔ اے زبان! بھلی بات بولا کر تو غنیمت پائے گی اور بری باتوں کے کرنے سے خاموشی اختیار کرنے سے ندامت سے محفوظ رہے گی۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”انسان کے اکثر گناہ اس کی زبان میں ہے۔ زبان بند رہی تو گناہوں کا دروازہ بند رہا اور جونہی کھلی پاپ کے انبار اُگلنے شروع ہوگئے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے ملاقات کرکے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! نجات کیسے حاصل ہوسکے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”اپنی زبان پر قابو رکھو، گھر کو کشادہ رکھو اور اپنی غلطیوں پر چار چار آنسو بہاؤ“ (احمد)

دراصل زبان وبیان پر قابو نہ رکھنے سے بڑے بڑے مفاسد اور حوادث پیدا ہوتے ہیں۔ انسان عام طور پر چرب زبانی کرتے کرتے لوگوں کی تنقیص و تحقیر کرنے لگتا ہے، ان کے اعمال اور کاموں کو حقیر گردانتا ہے اور رفتہ رفتہ لوگوں

کی عزت وآبرو کو بھی موضوع سخن بنانے لگتا ہے۔ اب اس کے لیے یہ عام سی بات ہوجاتی ہے کہ کسی کی بھی پگڑی اچھال دے۔ دراصل ایسے ہی لوگ دنیا وآخرت میں اس امت کے مفلس اور قلاش لوگ ہیں اور انہی کے بارے میں مقولہ ہے ''علامة الافلاس كثرة الحديث عن الناس'' افلاس اور تہی دامنی کی علامت لوگوں کے بارے میں کثرت سے باتیں بنانا ہے۔

ایک بیکار اور دوراز کار انسان کی عادت سی بن جاتی ہے کہ وہ لوگوں کے کاموں میں کیڑے نکالتا پھرے۔ ان کی امیج کو ڈاؤن کرے، ان کے عظیم الشان کارناموں کو بھی لایعنی بتائے، اس طرح سے ایسا نقد وتبصرہ کرنے والا انسان بدگوئی اور سنگین اتہامات اور الزامات کے طومار باندھنے سے بھی باز نہیں آتا۔ اس کا اپنا خود کا حال یہ ہے کہ نہ وہ خود کسی کام کا اہل ہے بلکہ ادنیٰ معاملات میں بھی ادنیٰ ذمہ داری نبھانے کے لیے تیار ہوتا ہے اور نہ اس کو ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے اپنے گردوپیش کے ضروری اور لاتعداد مسائل ایسے ہیں جو اس کی زندگی، جان ومال اور وجود وبقا سے متعلق ہیں اور جن کا ملی وملکی، جماعتی وعائلی اور سماجی اور انفرادی طور پر بھی بجالانا فرض ہے اور بسا اوقات اس طرح کے بہت سے امور فرض کفایہ ہوتے ہوئے بھی فرض عین کا درجہ رکھتے ہیں۔ حالات وظروف کے مطالبات اور مقتضیات ایسے ہی ہوتے ہیں، مگر ان میں سے ایک کا بھی اس کو صحیح معنی میں ادراک ہے نہ پرواہ۔ گویا اس کو اس بری عادت، طنز وتعریض اور بیجا تنقید نے ایسا غافل ومدہوش بنادیا ہے کہ وہ اپنی تمام تر ناکامیوں کا ٹھیکرا دوسروں کے سر پھوڑتے نہیں تھکتا۔ اب یہ مرض اتنا عام ہوتا جارہا ہے اور دیگر عوامل وعوارض نے اسے اتنا زیادہ بڑھاوا دیا ہے کہ اب یہ کام دین وایمان اور فرض منصبی سمجھ کر بعض افراد انجمنیں، تنظیمیں اور جماعتیں بڑے اخلاص اور انہماک کے ساتھ انجام دینے لگی ہیں اور خود اپنے ملک و معاشرے اور مدارس ومساجد میں ہر طرح کی تنزلی، گراوٹ اور بے وقعتی وبے وزنی کا شکار ہونے کے باوجود بڑی بڑی حکومتوں کو جو سپر پاور کی حیثیت سے اپنی چودھراہٹ بلاتفریق ساری دنیا سے منوا چکی ہیں، دنیا کی بڑی بڑی طاقت بھی ان قوی عظمیٰ کے سامنے سرنگوں ہیں ان کی شاطرانہ چالوں اور ان کے مکرو جال میں پھنسی ہوئی ہیں، ان کے تانے بانے اور فکر وفن کے سامنے اقوام عالم عاجز نظر آرہی ہیں۔ پھر بھی مسلم اور اسلامی ممالک جماعتیں اس دور الحاد وزندقہ میں بھی اپنا شعار اور قانون خالص اسلام اور اسلامی تعلیمات کو بنا رکھا ہے اور اخلاقیات کے باب میں آج بھی وہ کسی نہ کسی طور پر اسلام کی نمائندگی دیگر مسلمانوں کے مقابلے میں بہتر اور مثالی انجام دیتے ہیں اور جن کی فہم وفراست کا عالم یہ ہے کہ کوئی بھی انصاف پسند ان کو داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا اور نہ اپنی زبان ودل سے دست دعا کو دراز کیے بغیر رہ سکتا ہے۔ عدل وقسط اور میزان اعتدال کو اگر انسان تھوڑی دیر کے لیے بھی کام میں لائے تو وہ اپنی کوتاہیوں کو تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکے گا اور دوسروں کے محاسن ومحامد، مناقب اور اعمال وخدمات کا علی الاعلان اعتراف اگر اپنی منہجی وفکری غلطیوں اور گمراہیوں کی وجہ سے نہ کرسکے پھر بھی کف لسان کرنے پر مجبور ہوگا اور بہت سے ممالک وبلدان اور جماعتیں بہت سے ناکردہ گناہوں اور الجھاؤ سے بچ جائیں گے۔ لاکھوں نوجوانوں کو اس لعنت سے نجات مل جائے گی اور وہ حقیقی عملی زندگی میں قدم رکھ سکیں گے، بہت سے نعروں اور مظاہروں اور احتجاجات سے بچ جائیں گے اور مثبت عمل وکردار کے حامل ہوجائیں گے۔ بے شمار اوراق پریشان کی فتنہ سامانیوں سے امت محفوظ ہوجائے گی اور انہیں صحیح رخ پر سوچنے، عمل کے میدان میں کودنے اور ملک وملت اور معاشرہ وخاندان سے متعلق اپنی بے شمار ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت وشعور حاصل ہوجائے گا اور یوں قحط الرجال اور تعطل کار اور پڑے ہوئے کاموں کے انبار سے چھٹی مل جائے گی اور شکایتیں کم ہوجائیں گی۔ بس ضرورت ہے پوری فکرمندی کے ساتھ تھوڑی دیر حالات وظروف کے تناظر میں اپنے رویے میں تبدیلی لانے کی اور اوروں کے اعمال واخلاص کا گہرائی سے جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اپنے حالات ومعاملات پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی۔

آئینہ سب کو دکھاتے ہو ذرا خود کو دیکھو
تجھ سے بولے گی تیری تصویر کہ اب رہنے دو

☆☆☆

رحمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اہم گوشے

مولانا خورشید عالم مدنی، پٹنہ

رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی جامع صفات شخصیت چشم فلک نے نہیں دیکھی اور نہ دیکھ سکتی ہے۔ آپ کی ذات گرامی الفت ومحبت، رحمت ورافت، تواضع وخاکساری، امانت ودیانت، عفوودرگزر، صبروتحمل، صدق وصفا جیسی اعلی صفات اور بلند ترین اخلاق سے مزین وآراستہ تھی، جس کی گواہی عرش والے دے رہے ہیں۔ وَاِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ (ن:) اوررحمۃ للعالمین کا خطاب عطافرمارہے ہیں وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء:١٠٧) یہ آیت کریمہ اکثر مفسرین کے نزدیک عام ہے اور رحمت لفظ عالمین کے تحت تمام مخلوقات کو شامل ہے صرف انسان ہی نہیں بلکہ تمام ذی روح مخلوقات پر اسی نبی رحمت کی رحمت کے پھول برستے ہیں۔

جب بارش رک جاتی ہے، زمین پھٹنے لگتی ہے۔ ندی، نالے خشک ہوتے اور درخت کے پتے سوکھنے لگتے ہیں اور انسان غذائی بحران میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسانوں پر ترس کھا کر باران رحمت کا نزول فرماتا ہے اسی طرح جب انسانی قلوب مردہ ہونے لگتے ہیں نیکیوں کے سوتے خشک ہوجاتے ہیں، تقوی کا باغ پژمردہ ہوجاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرماتا ہے، جن کی آمد سے مردہ دلوں میں زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اعمال صالحہ کی کھیتی ہری بھری ہوجاتی ہے اور پوری کائنات اس کے چشمۂ رحمت سے فیض یاب ہوتی ہے۔

آیئے ہم یہ دیکھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانات وطیور کے ساتھ رحمت ورافت کا کیسا معاملے کیا؟ جس وقت نبی محترم نے صحابہ کرام سے فرمایامن لا یرحم لا یرحم (بخاری:٦٠١٣) کہ جوشخص (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا ہے اس پر رحم نہیں کیا جاتا، اور جن صحابہ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا، ارحموا اھل الأرض یرحمکم من فی السماء (ابوداؤد:٦٩٦١) اہل زمین پر رحم کرو، اللہ عرش بریں پر مہربان ہوگا۔ تو صحابہ کرام نے جو عرب تھے، زبان وبیان سے واقف تھے انہوں نے اس رحمت سے عام رحمت، سب کو شامل رحمت سمجھا ساتھ ہی یہ بھی سمجھا کہ اللہ کی رحمت کے حصول کے لئے کسی معین جماعت یا خاص مخلوق پر نہیں بلکہ تمام مخلوقات کے ساتھ نرمی ورحم دلی کا مظاہرہ کرنا ضروری ہوگا، چونکہ فرمان نبوی میں واقع لفظ ''اہل الارض'' سے اشارہ روئے زمین کی تمام مخلوقات ہیں وہ اپنے ہوں یا بیگانے، چھوٹے ہوں یا بڑے، عورت ہوں یا مرد، حیوانات ہوں یا چرند وپرند کوئی بھی شخص اس وقت تک رحمت الٰہی کا مستحق نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ پوری محبت واعتماد کے ساتھ ان تمام کے ساتھ معاملۂ شفقت ورحمت نہ کرے۔

اور یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری وضاحت کے ساتھ لہوولعب کی ان تمام شکلوں اور صورتوں کو مسترد کردیا جن میں ایک طرف کوئی ذی روح مخلوق ہو اور اسے کوئی اذیت پہنچتی ہو، دو بھیڑ ہوں یا سانڈ آپس میں ان کا لڑانا حرام ہے، مرغے کو آپس میں ٹکرانے کے لئے برانگیختہ کرنا حرام، کسی حیوان یا پرندہ پر نشانہ سادھنا حرام، چیونٹیوں کا ایک گھروندا جلا ہوا دیکھا تو فرمایاانہ لا ینبغی ان یعذب بالنار الا رب النار (ابوداؤد) اللہ کے علاوہ کسی کو لائق نہیں کہ وہ کسی کو آگ کے ساتھ عذاب دے۔ ایک عورت کو عذاب جہنم کی خبر دی جس نے بلی کو باندھے رکھا اور اسے کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں دیا۔ وہ بھوکی پیاسی مرگئی (متفق علیہ) بلی حرام ہے پھر بھی اس کے تعلق سے عذاب نار کی خبر دینے میں آپ کی شان رحمت جھلکتی ہے تاکہ لوگ اس سے رک جائیں۔

اور ذبح کئے جانے والے جانوروں کے متعلق یہ ہدایت دی کہ چھری جانور کی نگاہوں سے دور اچھی طرح تیز کرلیں وہ سامنے جب چھری کو تیز کرتے دیکھے گا تو اسے تکلیف ہوگی اور تیز اس لئے کرلیں تاکہ جلد ذبح ہوجائے اور کاٹنے کی تکلیف دیر تک نہ ہو اسی طرح قصاص میں مارے جانے والوں کے ساتھ معاملہ رحمت کرنے کی تاکید فرمائی۔ ان اللہ کتب الاحسان فی کل شئ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنوا الذبح، ولیحد أحدکم شفرته ولیرح ذبیحته (مسلم:٥٠٥٥) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ سب سے اچھا طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اس لئے جب تم قتل کروتو اچھے طریقے سے قتل کرو، اور جب ذبح کروتو اچھے طریقے سے ذبح کرو، تم اپنی چھری کو تیز کرلو اور اپنے جانور کو آرام پہنچاؤ۔

چنانچہ صحابہ کرام نے اسلام کے انداز رحمت ورافت کو اپنے ذہن ودماغ میں سجا لیا تھا، یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن کا گذر ایک ایسی قوم سے ہوا جو ایک پرندہ کے ساتھ نشانہ بازی کررہا تھا یعنی تیر اپنے نشانہ پر لگے اس کی مشاق کررہا تھا اسے

دیکھ کر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ارے ایسی حرکت کون کر رہا ہے؟ ایسی حرکت کرنے والے پر اللہ نے لعنت کی ہے ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن من اتخذ شيئا فيه روح غرضا (مسلم:٥٠٥٩) رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے جس نے کسی جاندار مخلوق کو نشانہ بنایا ہے۔ ہمارے نبی محترم ؐ نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ انسانوں کی محفل میں ایسا شخص بھی نظر آئے جو کسی کے ساتھ اور کسی مخلوق کے ساتھ بھی اپنے تعامل وسلوک میں بے رحمی وسنگ دلی کا مظاہرہ کرتا ہو، اور اللہ کی زمین پر ظلم وتشدد، سنگ دلی، وقساوت اور وحشت وبربریت پر مبنی مناظر ظاہر ہوں۔

یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے کسی مذہب کو تہذیب میں خواہ وہ مصر وروما کی تہذیب ہو یا ایران وچائنا کی۔ عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی، جانوروں سے بدتر ان کے ساتھ سلوک کیا جاتا تھا، میلوں وبازاروں میں فروخت کی جاتی تھی اس کے علاوہ عرب کے دیگر قبائل میں پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردی جاتی تھی، لیکن خورشید اسلام طلوع ہوا، نبئ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ان مظلوم ومقہور عورتوں کو آغوش رحمت ملا۔ سکون ووقار، عزت واحترام، رتبہ ومقام کی دولت ہاتھ آئی وہ ذلت کے گڈھے سے نکلی اور تکریم وافتخار کے اسٹیج پر جلوہ گر ہوئی، اور چاہے وہ جس روپ میں ہو قدر ومنزلت نے اس کے قدم چومے، ذرا دیکھیں کاشانۂ نبوت نے رحمت ومحبت کے کیسے پھول نچھاور کئے۔ ان کے درد وغم کو کس دردمندی وفکرمندی سے محسوس کیا اور سکون وراحت فراہم کرنے کی کیسی کوشش کی۔

یہ فاطمہ بنت قیس اپنے نکاح سے متعلق مشورہ کرنے آئی ہیں کہ میرے پاس معاویہ اور ابوجہم نے پیغام نکاح بھیجا ہے میں اس سلسلے میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا معاویہ کے پاس مال نہیں اور ابوجہم عورتوں کے سلسلے میں سخت ہیں (دونوں مناسب نہیں ہیں) میرا مشورہ یہ ہے کہ اسامہ بن زید سے نکاح کرلیں (متفق علیہ)

غور فرمائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشورہ کس قدر شفقت ورحمت پر مبنی تھا، معاویہ کے فقر وفاقہ کے سبب نکاح نہ کرنے کا مشورہ دیا تاکہ اس کی زندگی تلخیوں میں نہ گزرے، اسی طرح ابوجہم چونکہ عورتوں کے ساتھ قساوت کا مظاہرہ کرتا تھا اس لئے ایسے شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کو آپ نے پسند نہیں کیا۔

عہد رسالت کی خواتین کو یہ احساس تھا کہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام تر مشغولیات کے باوجود اپنے وقت کا قیمتی حصہ بھی انہیں عنایت فرمائیں گے اس لئے وہ اپنے نجی وعائلی مسائل کے حل کے لئے دربار رسالت کا رخ کرتی تھیں اور رسول رحمت پوری فکرمندی ودردمندی کے ساتھ ان کو حل فرماتے تھے۔ چنانچہ یہ زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود ہیں جو اپنے مال سے کچھ صدقہ کرنا چاہتی ہیں لیکن انھیں یہ بھی احساس ہے کہ ان کے شوہر اور رشتے دار بچے اس کے زیادہ حقدار ہیں، چنانچہ انہوں نے اپنے نبی کے گھر کا رخ کیا اور اپنی بے تابئ دل کو پیش کیا، یا رسول اللہ ایجزی عنا ان نجعل الصدقة فی زوج فقیر وابناء اخ ایتام فی حجورنا اللہ کے رسول! اگر میں اپنے محتاج شوہر اور میرے زیر کفالت یتیم بھتیجوں پر صدقہ کرتی ہوں تو ثواب ملے گا؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر انہیں خوش کردیا کہ اگر وہ اپنے شوہر اور بیٹے پر خرچ کرتی ہیں تو دوگنا اجر ملے گا، لك اجران اجر القرابة واجر الصدقة (بخاری کتاب الزکاة) قرابت داری کا اجر اور صدقہ کا اجر۔

کچھ ایسی عورتیں بھی تھیں جن کے پاس عیدگاہ جانے کے لئے چادر نہیں تھیں لیکن نبی محترم کی شان رحیمی دیکھیں کہ جب ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ پر آپ سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا لتلبسها أختها من جلبابها ایسی عورت اپنی سہیلی کی چادر زیب تن کرلے (متفق علیہ) آپ کے اس فرمان سے عورتوں کو سکون ملا اور بے قرار دلوں کو قرار آیا۔

یہ عورتوں پر اظہار رحمت ہی تھا کہ اپنے بہت سارے ساتھیوں کو اپنی بیویوں اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کے پیش نظر انہیں جہاد میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بدر میں اس لئے شریک نہیں ہوئے کہ اس موقع پر ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول بیمار تھیں، یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنی بیوی کے قریب الولادۃ ہونے کی وجہ سے قافلہ جہاد میں شامل نہ ہوسکے، حضرت ابوامامہ رضی اللہ سے فرمایا اپنی بیمار ماں کی تیمارداری کریں، جہاد کے لئے نہیں نکلیں۔ اور ایک شخص جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا وہ ہجرت کے لئے بیعت کرنا چاہتے تھے، لیکن جب انہوں نے یہ کہا کہ حضور! جب میں آپ کے پاس آیا ہوں تو والدین رو رہے تھے تو فرمایا ارجع الیهما فأضحكهما كما أبكيتهما آپ واپس جائیں اور ان کو اسی طرح ہنسائیں جس طرح انھیں رلایا اور غمگین کیا ہے (سنن ابن ماجہ ٢٧٨٢)

علاوہ ازیں آپ ان عورتوں کے ساتھ مواسات وغم خواری کرتے تھے، جن کے رشتے دار نبی ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرماگئے۔ چنانچہ اکثر آپ حضرت ام سلیمؓ کے گھر تشریف لے جاتے تھے اور جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ ان کے یہاں خصوصی طور پر تشریف لے جاتے ہیں تو فرمایا: انی ارحمها قتل اخوها معی میں اس لئے ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرتا ہوں کیونکہ اس کے بھائی میرے ساتھ مارے گئے تھے۔ (بخاری: کتاب الجہاد: ٢٨٦٦)

عورتوں کے ساتھ آپ کی رحم دلی کی یہ تصویر بھی دیکھیں کہ جب آپ کے مشہور دشمن عکرمہ بن ابی جہل فتح مکہ کے موقع پر راہ فرار اختیار کرکے یمن کے راستے پر چل پڑا۔ بیوی ام حکیم مسلمان ہو چکی تھی، نبی رحمت کے پاس گئی، معافی نامہ طلب کیا عرض کرتی ہیں عکرمہ یمن بھاگ نکلے ہیں اسے ڈر ہے کہ آپ انہیں قتل کردیں گے اسے امان عطا فرمادیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حال پر رحم کھاتے ہوئے فوراً امان عطا کردی۔ پھر ام حکیم رضی اللہ عنہا پیچھا کرتی ہیں، یہ آواز لگاتی ہیں عکرمہ سنو! میں سب سے رحیم وکریم سب سے بہتر اور سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والی شخصیت کے پاس سے آرہی ہوں، آپ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں، لوٹ جاؤ صنم، عکرمہ لوٹ گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، نبی نے واپسی پر اپنی خوشی کا اظہار کیا امان کی بشارت دی پھر وہ مسلمان ہو گئے۔

بعثت رسول سے پہلے، مصر، یونان، ایران اور ہندوستان کے چاروں معاشرے میں انسانوں کے درمیان نامعقول بنیادوں پر تفریق کی جاتی تھی اور وہ باہم جدال وقتال کے شکار تھے، مصر میں بنی اسرائیل فرعونوں کے زیر اقتدار کیڑے مکوڑے جیسی زندگی گزارنے پر مجبور تھے، ان کے بیٹے قتل کردئے جاتے تھے، وہ جانوروں جیسی زندگی گزارنے پر مجبور تھے، ان سے ہر طرح کی بے گاری لی جاتی تھی۔ یونانی معاشرہ میں غیر یونانیوں کو غلام سمجھا جاتا تھا۔ ان غلاموں کو اجازت نامے کے بغیر گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت نہ تھی، ایران کے مذہبی طبقہ مجوس کو ایرانی معاشرہ میں وہی پوزیشن حاصل تھی جو ہندوستان میں برہمنوں کو تھی، بعض ایسے حکمراں گذرے ہیں جو قیدیوں کے شانے میں سوراخ کرکے ان میں رسیاں ڈال کر سب کو ایک ساتھ باندھتے تھے۔ اسی طرح ہندوستان کے مذہبی رہنماؤں نے اپنے ہی جیسے انسانوں کو چار طبقوں (گریڈ) میں تقسیم کردیا تھا اور ایک طبقہ کو اپنا غلام بنالیا تھا ان کا کام دوسرے طبقات کی خدمت کرنا تھا۔ یہ نعمت تعلیم سے محروم تھے۔

لیکن جب اسلام آیا تو اس نے دلتوں کو، اچھوتوں مظلوموں اور پسماندہ طبقات کو ان کا کھویا ہوا مقام ووقار دیا اور اعلان کیا، جو اپنے کسی غلام کو قتل کرے گا وہ اس کے بدلے قتل کیا جائے گا (ابوداؤد/ضعیف)

نبی کائنات نے آقاؤں کو سمجھایا یہ غلام تمہارے بھائی ہیں، ان کو ویسا ہی کھلاؤ اور پہناؤ جس طرح تم کھاتے اور پہنتے ہو رحمۃ للعالمین نے غلاموں کو آزاد کرنے کی تدبیریں کی، عتق ومکاتبت کا قانون نافذ کیا۔ بعض گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی قرار دیا۔ (ابن ماجہ: کتاب الادب)

☆☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد
اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کراکے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

العقود الذھبیۃ فی شرح الصفات الالھیۃ

ازقلم: عبیداللہ الباقی اسلم
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

(ا) صفت رحمت ۔اولاً: رحمت کی تعریف:

أ- **رحمت کی لغوی تعریف**: ابن فارس کہتے ہیں: ''الراء والحاء والمیم أصل واحد أدل علی الرقۃ والعطف والرأفۃ'' (مقاییس اللغہ ۲/ ۴۹۸) "راء، حاء، اور میم ایک ایسی اصل ہے جو رقت، نرمی، اور مہربانی پر دلالت کرتی ہے."

ب- **رحمت کی شرعی تعریف**: رحمت اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم ترین صفت؛ جو ازلی ہے بایں طور پر کہ وہ ازل سے ہی اس سے موصوف ہے، اور فعلی بھی ہے؛ اس طریق پر کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس سے اور جیسے چاہتا ہے رحم فرماتا ہے (دیکھیں: مجموع الفتاوی (۶/ ۲۶۰) وبدائع الفوائد (۱/ ۲۸)

اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم صفت دنیا کی ہر شیء پر محیط ہے: ﴿وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ﴾ [سورۃ الاعراف (156)] "اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے." اور یہی وجہ ہے کہ اپنی صفت رحمت کو دنیا کی سب سے بڑی مخلوق کے ساتھ ذکر فرمایا ہے: ﴿اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی﴾ [سورۃ طہ (5)] "رحمٰن عرش پر مستوی ہے."

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ولھذا قرن استواؤہ علی العرش بھذا الاسم کثیراً؛ لأن العرش محیط بالمخلوقات قد وسعھا، والرحمۃ محیطۃ بالخلق واسعۃ لھم، أما قال تعالی: ﴿وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ﴾ [سورۃ الاعراف (156) فاستوی علی وسع المخلوقات بأوسع الصفات؛ فلذلک وسعت رحمتی کل شیء "(تفسیر القرآن الکریم لابن القیم (ص: ۳۷) اور یہی وجہ ہے کہ اس نام (رحمٰن) کے ساتھ عرش پر اس کے مستوی ہونے کا ذکر بہت ساری آیتوں میں ایک ساتھ آیا ہے؛ کیونکہ عرش دیگر تمام مخلوقات کو گھیر رکھا ہے، اور رحمت الٰہی تمام مخلوقات پر محیط ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے"، چنانچہ اللہ تعالیٰ سب سے وسیع صفت کے ساتھ سب سے وسیع مخلوق پر مستوی ہے، اور اسی لئے اس کی رحمت ہر چیز پر محیط ہے۔

رحمت الٰہی کی عظمت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف مخلوقات کے درمیان نظر آنے والے رحمتوں کے متعدد مظاہر دراصل اس رحمٰن ورحیم کی رحمت کے صرف ایک جزو کے نتیجے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''جَعَلَ اللَّهُ الرَّحمَةَ مِائَةَ جُزءٍ، فَأَمسکَ عِندَهُ تِسعَةً وَتِسعِينَ جُزءًا، وَأَنزَلَ فِي الأَرضِ جُزءًا وَاحِدًا، فَمِن ذَلِکَ الجُزءِ يَتَرَاحَمُ الخَلقُ، حَتَّى تَرفَعَ الفَرَسُ حَافِرَهَا عَن وَلَدِهَا؛ خَشيَةَ أَن تُصِيبَهُ'' (صحیح البخاری (ح: ۶۰۰۰)، وصحیح مسلم (ح: ۲۷۵۲) ''اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے، اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے، صرف ایک حصہ زمین پر اتارا، اور اسی کی وجہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے کھر کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس سے اس کے بچے کو تکلیف نہ پہنچے۔''

ثانیًا: **صفت رحمت کے چند دلائل**:

1- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ كُلَّ شَیۡءٍ﴾ [سورۃ الاعراف (156)] ''اور میری رحمت تمام اشیا پر محیط ہے۔''

2- اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَرَبُّکَ الۡغَفُوۡرُ ذُوا الرَّحۡمَةِ﴾ [سورۃ الکہف (58)] ''اور تمہارا پروردگار بہت ہی بخشش والا اور مہربانی والا ہے۔''

3- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''لَمَّا قَضَى اللَّهُ الخَلقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ، فَهُوَ عِندَهُ فَوقَ العَرشِ: اِنَّ رَحمَتِي غَلَبَت غَضَبِي'' (صحیح البخاری (ح: ۳۱۹۴)، وصحیح مسلم (ح: ۲۷۵۱) ''جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں، جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے، اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے۔''

ثالثًا: صفت رحمت کے بارے میں اہل علم کے چند اقوال:

1- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وکذلک وصف نفسہ بالعلم والرحمۃ ونحو ذلک مما وصف بہ نفسہ فی کتابہ وما صح عن رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم، فان القول فی جمیع ذلک من جنس واحد "... (مجموع الفتاوی (۵/ ۳۲۴-۳۲۵) "اور اسی طرح اس نے خود کو علم ورحمت سے موصوف فرمایا ہے، اور اپنی کتاب میں ایسی ہی (دیگر صفات علیا) سے (بھی) خود کو موصوف کیا ہے، اور (اس پر) اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح (احادیث بھی) وارد ہوئی ہیں، چنانچہ ان تمام صفتوں میں ایک ہی طرح کی بات کی جائے گی۔''

2- شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''واعلم أن من القواعد المتفق علیھا بین سلف الأمۃ وأئمتھا ما دل علیہ الکتاب والسنۃ من الایمان بأسماء اللہ کلھا وصفاتھا جمیعھا وأحکام تلک الصفات"... (تفسیر اسماء اللہ الحسنی (ص: ۲۰۰) ''اور جان لو کہ سلف امت اور اس کے ائمہ کرام کے درمیان وہی متفقہ قواعد رہے ہیں جن پر کتاب وسنت (کے دلائل) دلالت کرتے ہیں، یعنی: اس کے سارے ناموں، تمام صفتوں، اور ان صفتوں کے احکام پر ایمان لایا جائے۔''

رابعًا: صفت رحمت کے چند آثار:

1- اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں وجود میں بخشا، صحیح وغلط چیزوں کے درمیان تمیز کے لئے عقل جیسی نعمت سے نوازا، اور وہی رب العالمین زندگی سے متعلق ہماری ہر چھوٹی بڑی ضروریات کو پوری فرماتا ہے: وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ [سورة النحل(53)] "تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں."

اور اس کی یہ ساری نعمتیں دراصل اس کی رحمت کے آثار ہیں، چنانچہ رب کریم نے اپنی نعمتوں کے ساتھ صفت رحمت کا بھی ذکر فرمایا ہے: وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [سورة النحل(18)] "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو تم اسے نہیں کر سکتے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

2- اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کی خاطر پیغمبروں کو مبعوث فرمایا، کتابیں نازل کیں، کامیابی وناکامی کے راستوں کو واضح فرمادیا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا [سورة الانسان(3)] "ہم نے اسے راہ دکھائی اب خواہ وہ شکر گزار بنے خواہ ناشکرا."

اس کے بعد اگر کوئی شخص راہ حق کو اختیار نہ کرے تو وہ خود اس کا خمیازہ بھگتے گا: فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا [سورة الزمر(41)] "جو راہ راست حاصل کر لے وہ خود اپنے ہی بھلے کے لئے راہ یافتہ ہوتا ہے، اور جو بھٹک جائے اس کا بوجھ اسی کے اوپر ہے۔"

کیونکہ یہ اس کا اپنا قصور ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا [سورة فصلت(46)] "جو شخص نیک کام کرے گا وہ اپنے نفع کے لیے اور جو برا کام کرے گا اس کا وبال اسی پر ہے۔"

ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس رحمٰن ورحیم نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا ہے: "إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوا" (صحیح مسلم (ح:۲۵۷۷) "میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام کر دیا ہے، اور تمہارے درمیان (بھی) اسے حرام قرار دیا ہے، لہذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو."

سو وہ ذات پاک ظلم سے مبرا ہے: وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ [سورة فصلت (46)] "اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے."

3- اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے گناہ گاروں کا گناہ معاف فرما دیتا ہے: ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [سورة النحل(119))] "جو کوئی جہالت سے برے عمل کرلے پھر توبہ کرلے اور اصلاح بھی کرلے تو پھر آپ کا رب بلاشک وشبہ بڑی بخشش کرنے والا اور نہایت ہی مہربان ہے۔"

بلکہ وہ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا [سورة الفرقان(70)] "سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے۔"

4- انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ اس نے انہیں اپنے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا سے تعارف کرایا تاکہ وہ اپنے رب کو پہچان سکیں: وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا [سورة النساء(113)] "اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتاب وحکمت اتاری ہے اور تجھے وہ سکھایا ہے جسے تو نہیں جانتا تھا۔"

5- اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیک بندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا: "لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الجَنَّةَ «، قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: »وَلَا أَنَا، إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ مِنْهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ" (صحیح البخاری (ح:۵۶۷۳)، وصحیح مسلم (ح:۲۸۱۶) "تم میں سے کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کا (بھی) نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، میرا بھی نہیں، سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے مجھے نوازے۔"

اور یہ عظیم نعمت دراصل اسی رحمٰن ورحیم کی رحمت کا سب سے بڑا نشان ہے: أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي" (صحیح البخاری (ح:۴۸۵۰)، وصحیح مسلم (ح:۲۸۴۶) "تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں۔"

خلاصہ کلام: اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس پر رحمت کو واجب قرار دیا ہے: ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [سورة الأنعام (54)] "تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے۔"

چنانچہ وہ خود رحمٰن ورحیم ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ [سورة البقرة(163)] "اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، (وہ) بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔"

اور دوسروں پر رحم کرنے کا حکم بھی دیتا ہے: ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ " (جامع الترمذی (ص ح:۱۹۲۴)، وسنن أبي داوٗد (ح:۴۹۴۱)، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا ہے، دیکھیں: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (۲/۵۹۴) "تم اہل زمین پر رحم کروتم پر آسمان والا رحم فرمائے گا۔"

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر شخص کا حق ادا کیا جائے؛ بزرگوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت، یتیموں کا سہارا، غریبوں کا ہمدرد بنا جائے... غرض کہ ان سب کا خیال رکھنا ضروری ہے جو ہمارے اردگرد معاشرے میں زندگی گزارتے ہیں، اس سے نہ صرف ایک صالح معاشرہ تشکیل پائے گا، بلکہ رافت ورحمت کی اس خوبصورت فضا میں محبت ومودت کا پرچم بھی لہرائے گا جس کے تلے ہر شخص کو سکون واطمئنان کی ایک پیاری سی زندگی میسر ہوگی ان شاء اللہ ☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

معصیت رسول ﷺ کے نقصانات

ابومعاویہ شارب بن شاکر السلفی، بنی پٹی۔ مدھوبنی۔ بہار

الحمدللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم. امابعد:

برادران اسلام!! آج ایک انسان کو اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہے یہی وجہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے اطاعت رسول ﷺ سے جی چراتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حکم رسول کی مخالفت ایک معمولی چیز ہے مگر جب یہی حضرت انسان معصیت رسول ﷺ کی وجہ سے جہنم کے حوالے کردیا جائے گا اور جب جہنم کی آگ میں جھلسے گا تب اسے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ اس کے لئے اطاعت رسول ﷺ کتنی ضروری تھی چنانچہ جب یہ حضرت انسان اپنے کرتوتوں اور اپنے اعمال کی وجہ سے جہنم کے حوالے کردیا جائے گا تو وہاں پر اسی بات کی آرزو اور تمنا کرے گا کہ کاش اس نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی، کاش اس نے اپنے رسول ﷺ کی نافرمانی نہ کی ہوتی، اہل جہنم کی ان خواہشوں اور امیدوں کو بیان کرتے ہوئے رب العزت نے فرمایا کہ " يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا " جس دن مجرموں کے چہرے آگ میں الٹ اور پلٹ کئے جائیں گے تو اس دن اور اس وقت سارے کے سارے مجرمین حسرت وافسوس سے کہیں گے کہ کاش!! ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے۔(الاحزاب:66) اطاعت رسول ﷺ سے جی چرانے والے اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والے صرف آرزو اور تمنا کرنے پر ہی بس نہیں کریں گے بلکہ میدان محشر میں اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو چبا چبا کر کہیں گے کہ " وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا " اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا کہ ہائے کاش میں نے رسول ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی۔(الفرقان:27)

میرے دوستو! قرآن کا اعلان سنا آپ نے کہ آج جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، سنت کے خلاف عمل کرتے ہیں، اطاعت رسول ﷺ سے جی چراتے ہیں کل بروز قیامت ایسے لوگ کیسی آرزوئیں اور امیدیں کریں گے اور کیسی حرکت کریں گے، افسوس صد افسوس آج جب لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے ماننے سے انکار کردیتے ہیں جب کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کے خلاف جانا بے ایمانی اور منافقت ہے مزید دنیا وآخرت میں اپنے آپ کو ہلاک وبرباد کرنا بھی ہے، معصیت رسول ﷺ کی انہیں سب خطرناکیوں کو واضح کرنے کے لئے آج ہم نے اس موضوع کا انتخاب کیا تاکہ ہم سب معصیت رسول ﷺ سے حتی المقدور بچیں اور اپنے آپ کو دنیا وآخرت میں ہلاک وبرباد ہونے سے بچالیں:

1 معصیت رسول ﷺ سے اعمال کی بربادی: اطاعت رسول ﷺ کی وجہ سے جہاں ایک طرف رب العالمین نے نیک عملوں کو شرف قبولیت سے نواز کر پورے اجر وثواب کا وعدہ کر رکھا ہے وہیں پر آپ ﷺ کی نافرمانی کرنے کا سب سے عظیم خسارہ یہ ہے کہ اس کی وجہ سے سارے کے سارے نیک اعمال رائیگاں وبیکار ہوجاتے ہیں گرچہ وہ کتنے ہی اچھا کیوں نہ ہوں جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ " کہ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو (اور اطاعت سے منہ موڑ کر) اپنے عملوں کو ضائع وبرباد نہ کیا کرو۔(محمد:33) اسی بات کو جناب محمد عربی ﷺ نے کچھ یوں بیان کیا کہ " مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ " ہر وہ کام جس پر میرا حکم نہیں وہ مردود ہے۔(بخاری:2697، مسلم:1718)

2۔معصیت رسول ﷺ بے ایمانی اور منافقت کی نشانی ہے: قرآن مجید کے اندر جہاں اللہ رب العزت نے مومنوں کا شیوہ اطاعت الہی اور اطاعت رسول قرار دیا ہے وہیں پر رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے والے لوگوں کو بے ایمان ومنافق قرار دیا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:" وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ، وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ "، بہت سارے لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم نے اطاعت قبول کرلی ہے، مگر پھر ان میں سے ایک جماعت اقرار کرنے کے باوجود بھی اطاعت سے منہ پھیر لیتی ہے، ایسے لوگ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہیں کیونکہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے جھگڑے کو حل کردیں تو ان میں سے ایک جماعت منہ پھیر لیتی ہے۔(النور:47-48) اسی طرح سے رب العالمین نے سورہ النساء آیت نمبر 61 کے اندر اطاعت رسول سے منہ پھیر لینے کو منافقوں کی نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ " وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا " اور جب ان منافقوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آپ ﷺ کی طرف آؤ تو (اے اللہ کے رسول ﷺ) آپ منافقوں کو دیکھیں گے یہ لوگ آپ کی طرف آنے سے رک

جاتے ہیں۔

3 معصیت رسول ﷺ اختلاف وانتشار کا سبب ہے : افسوس صد افسوس جس امت کا اللہ بھی ایک، رسول بھی ایک، دین بھی ایک، قبلہ بھی ایک اور جس امت کو ہر معاملے میں وحدت کا سبق سکھایا گیا، اتحاد واتفاق سے رہنے کی بار بار تلقین کی گئی مگر آج وہی امت مختلف گروہوں میں بٹ کر تتر بتر ہوگئی ہے، اختلاف وانتشار کی آگ میں جھلس رہی ہے۔ اور اس انجام بد کا واحد سبب صرف اور صرف حکم رسول ﷺ سے منہ موڑنا ہے، معصیت رسول ﷺ کی اسی خطرناکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رب العالمین نے فرمایا کہ: " وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ" اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو (اور اپنے رسول کی مخالفت کرتے ہوئے) آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہوجائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، صبر سے کام لو یقیناً اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (انفال:46)

4 معصیت رسول ﷺ گمراہی کی علامت ہے : اطاعت رسول ﷺ جہاں ایک طرف ہدایت کی علامت ہے وہیں پر معصیت رسول ﷺ گمراہی کی پہچان اور نشانی ہے جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے: " وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا" اور کسی مومن مرد وعورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، یاد رکھو اللہ تعالی اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔ (الاحزاب:36)

5 معصیت رسول ﷺ دنیا میں سخت عذاب پانے کا سبب ہے : اطاعت رسول کی وجہ سے جہاں ایک طرف ایک انسان اللہ کی رحمت کا حقدار بن کر جنت میں جگہ پالیتا ہے وہیں پر معصیت رسول ﷺ کی وجہ سے ایک انسان دنیا وآخرت میں سخت سے سخت سزا وعذاب سے دوچار ہوگا، رسول اللہ کی نافرمانی پر دنیاوی عذاب کی دھمکی دیتے ہوئے قرآن یہ اعلان کررہا ہے کہ اے لوگو سن لو!" فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" کہ جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔ (النور:63) اگر آپ کو اللہ کی اس بات پر یقین نہ آئے تو آئیے میں آپ کو ایک سچا واقعہ سناتا ہوں صحیح مسلم حدیث نمبر 2021 میں ہے سلمہ بن اکوع نے یہ سچا واقعہ بیان کیا کہ " أَنَّ رَجُلاً أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِشِمَالِهِ" ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھانے لگا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ " كُلْ بِيَمِيْنِكَ" دائیں ہاتھ سے کھاؤ، فرمان رسول ﷺ سن کر وہ انسان کبر وغرور میں مبتلا ہوگیا اور کہنے لگا کہ " لَا أَسْتَطِيْعُ "، مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے، اس کے جواب کو سن کر آپ ﷺ نے کہا کہ جا اللہ کرے کہ " لَا اسْتَطَعْتَ" تجھ میں اس کی طاقت نہ ہو، راوی حدیث کا بیان ہے کہ پھر تو اس انسان کے ساتھ ایسا ہوا کہ " فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ" وہ انسان اپنا دایاں ہاتھ عمر بھر اپنے منہ تک نہ لے جاسکا۔ اسی طرح سے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر آخرت کے دن کے سخت اور دردناک عذاب کی خبر دیتے ہوئے قرآن یہ بھی اعلان کررہا ہے کہ اے لوگو یاد رکھو!" وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ" اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ (الانفال:13)

6 معصیت رسول ﷺ دنیا میں ذلت ورسوائی کا سبب ہے : اطاعت رسول کی وجہ سے جہاں ایک انسان دنیا وجہاں میں شرف وعزت سے سرفراز کیا جاتا ہے وہیں پر معصیت رسول ﷺ کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے ایک انسان اس جہاں اور اس جہاں میں ذلیل ورسوا کیا جائے گا، آج اس جہاں میں سب سے زیادہ جو قوم ذلیل ورسوا ہورہی ہے وہ مسلم قوم ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہے، اس بات کا اعلان تو رب العزت نے پہلے سے ہی کر رکھا ہے کہ " اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ" بے شک جو لوگ اللہ تعالی کی اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔ (المجادلہ:20) اسی بات کو آپ ﷺ نے کچھ اس طرح سے بیان کیا کہ " وَجُعِلَتِ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ" ذلت ورسوائی ہر اس انسان اور ہر اس قوم کے لئے مقرر ہے جس نے میری نافرمانی کی۔ (مسند احمد:5667)

برادران اسلام!! رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر کس طرح سے ایک انسان ذلیل ورسوا ہوتا ہے آئیے میں آپ کو ایک سچا واقعہ سنانا چاہتا ہوں تاکہ آپ کو کامل یقین ہوجائے کہ نجات صرف اور صرف اطاعت رسول ﷺ ہی میں ہے اور معصیت رسول ﷺ میں تباہی وبربادی کے سوا کچھ بھی نہیں رکھا ہے، براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن آپ ﷺ نے عبداللہ بن جبیر انصاری ؓ کو امیر بنا کر پچاس ماہر تیر اندازوں کو جبل رماۃ پر مقرر کردیا اور انہیں اس بات کی تاکید کی کہ اے میرے صحابیو سن لو!" لَا تَبْرَحُوْا إِنْ رَأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَإِنْ رَأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا " ہم جیتے یا ہارے تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، ہم مارے جائیں پھر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، اگر ہم جنگ فتح کر چکے ہیں پھر بھی تم لوگ یہاں سے نہ ہٹنا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اگر ہم جنگ میں ہار گئے ہیں پھر بھی تم اپنی جگہ سے ہٹ کر ہماری مدد کو نہ آنا، اگر ہم مال غنیمت سمیٹ رہے ہوں پھر بھی تم اپنی جگہ

سے نہ ہٹنا، بلکہ آپ نے یہاں تک کہا تھا کہ اگر تم لوگ دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک رہے ہیں پھر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا الغرض آپ ﷺ نے یہ تاکیدی حکم دیا کہ جب تک میں نہ بلا بھیجوں تب تک تم لوگ یہاں سے نہ ہٹنا۔

راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ جب کفار سے ہماری جنگ چھڑ گئی اور ان کی فوج تتر بتر ہونے لگی اور تقریبا ہم نے جنگ جیت لی تھی، ان کی عورتیں بھی اپنی جان بچا کر پہاڑوں کے دامن میں پناہ لینے کے لئے ادھر ادھر بھاگنے لگیں تو جب یہ منظر جبل رماۃ پر متعین تیراندازوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ جنگ اب ختم ہو چکی ہے چلو مال غنیمت حاصل کرتے ہیں، کسی نے کہا کہ ہم جنگ جیت چکے ہیں، اب ہم کیوں انتظار کریں؟ اس پر ان کے امیر لشکر عبداللہ بن جبیرؓ نے کہا: کیا تم لوگ اپنے نبی ﷺ کا تاکیدی حکم بھول گئے کہ کسی بھی حال میں اپنی جگہ سے نہ ہٹنا، لیکن ان کے ساتھیوں نے ان کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور اس جگہ کو چھوڑ کر چالیس تیرانداز مال غنیمت وغیرہ حاصل کرنے چلے گئے، پھر کیا تھا جب کافروں نے دیکھا کہ وہاں پر اب بہت تھوڑے لوگ بچے ہیں تو پیچھے سے حملہ کر دیا پھر تو میدان جنگ کا پانسہ ہی پلٹ گیا، آپ ﷺ کی حکم عدولی کی وجہ سے فتح شکست میں تبدیل ہو گئی، اب مسلمان میدان جنگ میں تتر بتر ہونے لگے، مسلمانوں کو شدید نقصانات کا سامنا کرنا پڑا، ستر صحابۂ کرام شہید ہو گئے اور خود آپ ﷺ بال بال بچے اور آپ کا سر اور چہرۂ مبارک بھی زخمی ہو گیا، آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہو گئے۔ (بخاری: 4043، 3039) دیکھا اور سنا آپ نے کہ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرنے کی وجہ سے کس طرح سے فتح شکست میں، فائدہ نقصان میں تبدیل ہو گیا، صحابۂ کرام اور آپ ﷺ کو جانی و مالی نقصان سے دوچار ہونا پڑا، پتہ یہ چلا کہ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرنے سے جانی و مالی نقصان کے ساتھ ساتھ ذلت و رسوائی کے سوا کچھ اور نہیں ملے گا۔

7 معصیت رسول ﷺ نافرمان لوگوں کی پہچان ہوتی ہے: اطاعت رسول ﷺ جہاں ایک طرف مومن کا شعار اور مومن کی پہچان ہوتی ہے وہیں پر آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنا نافرمان لوگوں کی نشانی اور علامت ہوا کرتی ہے جیسا کہ جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ رمضان کے مہینے میں فتح مکہ والے سال مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ نے روزے رکھ لئے تھے، لیکن جب آپ کُراع الغَمیم مقام پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ لوگوں نے بھی روزے رکھ لئے ہیں، ایسا دیکھ کر آپ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگایا اور اسے اتنا اونچا کیا کہ تمام لوگوں نے دیکھ لیا اور پھر آپ ﷺ نے سب کے سامنے پانی پی کر اپنا روزہ توڑ دیا، ایسا دیکھ کر اکثر لوگوں نے بھی اپنے اپنے روزے توڑ دئے مگر کچھ لوگوں نے اپنا روزہ برقرار رکھا اور نہیں توڑا، جب آپ ﷺ اس بات کی خبر ہوئی تو آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا کہ "أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ، أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ" ایسے لوگ نافرمان ہیں، ایسے لوگ نافرمان ہیں۔ (مسلم: 1114) یاد رکھیں آپ ﷺ کی نافرمانی درحقیقت اللہ کی نافرمانی ہے جیسا کہ خود حبیب کائنات ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَ مَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ" کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے درحقیقت اللہ کی نافرمانی کی۔ (بخاری: 7137) ایک دوسری روایت کے اندر یہی بات کو ایک تمثیل کے ذریعے سمجھائی گئی ہے کہ دو فرشتوں جبرئیل و میکائیل نے آپ ﷺ کو خواب میں آ کر بتایا اور کہا کہ آپ ﷺ کی مثال اس انسان جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور وہاں پر کھانے کی دعوت رکھی اور پھر ایک بلانے والے کو بھیجا کہ جاؤ لوگوں کو بلا لاؤ، چنانچہ جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول کر لیا وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دسترخوان سے کھانا بھی کھایا اور جس نے بلانے والے کی دعوت کو قبول نہیں کیا تو نہ وہ گھر میں داخل ہو سکا اور نہ ہی وہ دسترخوان سے کھانا کھا سکا، اب فرشتوں نے اس مثال کی وضاحت کی کہ "فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِي مُحَمَّدٌ ﷺ فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّداً ﷺ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ وَمَنْ عَصَى مُحَمَّداً ﷺ فَقَدْ عَصَى اللهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ" گھر تو جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں اب جو ان کی اطاعت کرے گا وہ درحقیقت اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ درحقیقت اللہ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ (بخاری: 7281)

8 معصیت رسول ﷺ کرنیوالوں سے قطع تعلقی کا اعلان: آپ ﷺ کی نافرمانی کتنی خطرناک چیز ہے اس بات کا اندازہ آپ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایسے لوگوں سے قطع تعلقی کا اعلان کیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ جو لوگ میری سنتوں کے خلاف عمل کریں گے، جو لوگ مجھ سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے، جو لوگ میرے حکم کی خلاف ورزی کریں گے ایسے لوگوں سے میرا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ ازواج مطہراتؓ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے آپ ﷺ کی عبادتوں کے بارے میں پوچھا، جب انہیں آپ ﷺ کی عبادتوں کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہنے لگے کہ ہم کہاں اور آپ ﷺ کہاں! ہم آپ ﷺ کے برابر کہاں ہو سکتے ہیں، اللہ نے تو آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دیا ہے، پھر بھی آپ اتنی زیادہ عبادتوں کو انجام دیتے ہیں، اب تو ہم بھی بہت عبادت کریں گے، پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ "فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَداً" اب سے میں رات بھر نماز ہی پڑھتا رہوں گا کبھی آرام ہی نہیں کروں گا، اور دوسرے نے کہا کہ میں تو اب سے "أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ" بلا ناغہ ہمیشہ روزہ ہی رہوں گا، اور تیسرے نے کہا کہ رہی میری بات تو میں نے بھی یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ "أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَداً" اب سے میں بھی عورتوں سے الگ تھلگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا، پھر جب آپ ﷺ کو ان تینوں حضرات کی ان باتوں کی خبر ہوئی تو آپ نے انہیں بلا کر

پوچھا کہ کیا تمہیں لوگوں نے ایسا اور ایسا کہا ہے سن لو!" وَاللہِ اِنِّیْ لَأخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَ أتْقَاکُمْ لَهُ وَ لَكِنِّی أصُومُ وَ أُفْطِرُ وَ أُصَلِّیْ وَأَرْقُدُ وَ أَتَزَوّجُ النِّسَاءَ" اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں لیکن میں تو روزے بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں، راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور تو اور میں نے تو نکاح بھی کر رکھے ہیں، اسی لئے سن لو!" فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ"، جس نے میری سنتوں سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (بخاری:5063، مسلم:1401)

9 معصیت رسول ﷺ ہلاکت اور تباہی کا باعث ہے :

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری سے جہاں ایک طرف دنیا وآخرت میں نجات ہی نجات ہے وہیں دوسری طرف معصیت رسول ﷺ کی وجہ سے دنیا وآخرت میں تباہی ہی تباہی ہے جیسا کہ عرباض بن ساریہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو سن لو! " لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لا يَزِيغُ بَعْدِی عَنْهَا إلَّا هَالِكٌ" میں تمہیں ایسے روشن دین پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اب اس دین سے وہی شخص روگردانی کرے گا جو ہلاک و برباد ہونے والا ہو۔ (کتاب السنة للألبانیؒ: 49) یقیناً جو انسان آپ ﷺ کی اتباع کرے گا وہ ہر طرح کی ہلاکت وبربادی سے محفوظ رہے گا اور جو انسان آپ کے خلاف جائے گا خود ہی ہلاکت وبربادی سے دوچار ہوگا اسی بات کو آپ ﷺ نے ایک مثال کے ذریعے کچھ یوں سمجھایا کہ لوگو سن لو! میری اور اس کی مثال جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے اس شخص جیسی ہے جس نے اپنی قوم کے پاس آکر یہ کہا کہ اے میری قوم کے لوگو سن لو! میں نے اپنی آنکھوں سے ایک فوج دیکھی ہے (جو تمہارے اوپر حملہ کرنا چاہتی ہے) اسی لئے میں تمہیں واضح طور پر ڈرانے والا ہوں، لہذا اپنے آپ کو بچالو، چنانچہ اب اس کی باتوں کو سن کر قوم کے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور راتوں رات نکل کر محفوظ جگہ پر چلے گئے اور وہ لوگ بچ گئے اس کے برعکس اس کی قوم کے دوسرے لوگوں نے اسے جھٹلایا اور صبح تک اپنے مقام پر ٹھہرے رہے، پھر کیا تھا صبح ہوتے ہی فوج نے ان پر حملہ کرکے انہیں ہلاک وبرباد کردیا" فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِی وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِی وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ" پس یہی مثال ہے اس کی جس نے میری اطاعت کی اور جو میں لے کر کے آیا ہوں اس کی پیروی کی اور اس شخص کی جس نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلایا۔ (بخاری:7283، مسلم:2283)

10 معصیت رسول ﷺ جہنم میں لے جانے والا عمل ہے : اطاعت رسول ﷺ سے جہاں ایک انسان جنت میں جائے گا اور عیش وآرام کی زندگی گذارے گا وہیں پر معصیت رسول ﷺ سے جہنم میں جائے گا اور سخت عذاب سے دوچار ہوگا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنهَارُ وَمَنْ يّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا" اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور جو بھی شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ پھیرے گا تو اسے دردناک عذاب دیا جائے گا۔ (الفتح:17) اسی طرح سے جو لوگ رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں ایسے لوگوں کو ذلیل ورسوا کردینے والی سزا کا اعلان کرتے ہوئے رب العالمین نے اعلان کیا کہ:" وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ" کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حد سے آگے بڑھے گا تو اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور ایسے انسانوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ (النساء:14) اسی طرح سے ایک دوسری جگہ پر رب العزت نے اپنے رسول ﷺ کے خلاف جانے والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ :" وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَائَتْ مَصِيرًا" جو شخص ہدایت واضح ہوجانے کے باوجود بھی رسول ﷺ کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ کو چھوڑ کر چلے تو ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہوا اور دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت بری جگہ ہے۔ (النساء؛115)

میرے دوستو! پتہ یہ چلا کہ جو مسلمان بھی اپنے نبی ﷺ کے حکم کی مخالفت کرے گا وہ خود اپنا نقصان کرے گا، خود ہی ہلاکت وبربادی سے دوچار ہوگا، اسی کی دنیا وآخرت تباہ وبرباد ہوگی اور اس کا ذمہ دار وہ خود ہوگا جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے کہ اے لوگو!"وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ" اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور نافرمانی سے باز آجاؤ لیکن اگر تم نے حکم نہ مانا تو جان لو کہ ہمارے رسول ﷺ پر تو صرف واضح طور پر اللہ کا پیغام پہنچانے کی ذمے داری ہے۔ (مائدہ:92) پتہ یہ چلا کہ آج جو انسان بھی آپ کی اطاعت سے منہ موڑے گا وہ خود ہلاک وبرباد ہوگا کیونکہ آپ ﷺ نے تو مکمل طور پر اپنی ذمے داری ادا کردی ہے اور دنیا والوں تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب آخر میں رب العالمین سے دعا گو ہوں کہ الہ العالمین تو ہم سب کو معصیت رسول ﷺ سے بچا کر اطاعت رسول ﷺ کو بجالانے والا بنا۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

حسنِ اخلاق کی اہمیت

مولانا ابوالکلام آزادؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱) تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔ (۲) کامل ایمان اس مومن کا ہے، جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔ (۳) قیامت کے روز اعمال کی ترازو میں حسن خلق سے زیادہ بھاری چیز کوئی نہ ہوگی۔ (۴) انسانوں کو قدرت کی طرف سے جو چیزیں عطا ہوئی ہیں ان میں سب سے بہتر چیز اچھے اخلاق ہیں۔ (۵) بندوں میں سے اللہ کے نزدیک سب سے پیارا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ (۶) آخرت کی زندگی میں میرے لیے سب سے پسندیدہ وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق اچھے ہوں اور وہی مجھ سے قریب تر ہوگا۔ (سیرۃ النبی جلد ششم ص۲۰-۲۲) (۷) کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ مومنوں میں سے افضل کون ہے؟ فرمایا: **احسنھم خلقا** (جو سب سے زیادہ خوش اخلاق ہو) (سیرۃ ابن ہشام، القسم الثانی ص۳۶۱) (۸) انسان حسن اخلاق سے وہ درجہ حاصل کرسکتا ہے، جو مسلسل روزے رکھنے اور راتوں کو مسلسل عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

آخری ارشاد کے سلسلے میں اتنا عرض کردینا چاہیے کہ یہ ایک اسلوب بیان ہے، جس میں حسن اخلاق کو اس درجے پر رکھ کر پیش کیا گیا ہے جو نماز اور روزے جیسی نفلی عبادات سے حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص فضائل اخلاق کے ساتھ نفلی عبادت میں بھی سرگرم رہے گا، اس کا درجہ اور بھی بلند ہوگا۔

غرض ان ارشادات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ فضائل اخلاق کو دین حق میں کتنا بلند رجہ حاصل ہے اور ہونا بھی چاہیے کیونکہ اخلاق درست ہوں گے تو افراد و جماعات میں میل جول بڑھے گا۔ ان میں محبت و ہمدردی کو فروغ حاصل ہوگا۔ ایک دوسرے کے نفع ونقصان اور دکھ سکھ کا احساس ترقی کرے گا۔ کش مکش کے اسباب رفتہ رفتہ زائل ہوتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ پورا مجمع انسانیت ایک کنبے کے افراد اور ایک خاندان کے اعضا کی حیثیت میں رہنے سہنے لگے گا۔ ہر قلب میں احترام آدمیت کو صحیح مقام مل جائے گا۔ یہی اسلام کا اصل نصب العین ہے۔ اس کی طرف پیش قدمی جاری تھی کہ اچانک ملوکیتوں اور بادشاہیوں کا دور شروع ہوگیا، جس کی ظلمت وتیرگی میں قافلہ اسلام کی ہر متاع عزیز گم ہوگئی اور اب کسی بھی چیز کا ٹھیک ٹھیک سراغ لگالینا خاصا مشکل ہوگیا ہے۔ اگر کسی کا سراغ مل بھی جائے تو ہم لوگوں کے ذہنوں میں دور ملوکیت کے وقت سے دین حق کا جو نقشہ جما ہوا ہے، اس میں کسی بازیافتہ شے کے لیے موزوں جگہ نکالنا بظاہر آسان نہ ہوگا۔

باقی رہی تبلیغ اسلام تو وہ ہر مسلمان کے لیے فرداً فرداً اور ہر اسلامی جماعت کے لیے اجتماعاً اس دنیا میں اولین شے ہے۔ نہ محض اس لیے کہ اسلام حق ہے اور حق کو پھیلانا ہر فرد و جماعت کے لیے بہترین سعادت ہے، اس لئے بھی کہ ہم جنسوں کی پرخلوص بہی خواہی ہر مسلمان کے اہم فرائض میں داخل ہے اور تمام ہم جنسوں کو نعمت اسلام کا حامل بنادینے سے بڑھ کر بہی خواہی کوئی نہیں ہوسکتی، جس پر دنیا اور آخرت دونوں کی فلاح و بہبود موقوف ہے۔ لیکن تبلیغ اسلام کے لیے بھی سازگار فضا صلح وامن ہی سے میسر آسکتی ہے۔ اگر نفرت ومخالفت کی آگ دلوں میں بھڑک رہی ہو تو کسی کو پیغام حق سنانے کی کیا صورت ہوگی؟ سیرۃ طیبہ سے ظاہر ہے کہ بدر وحنین کی فتوحات بے شائبہ ریب بہت عظیم القدر تھیں تاہم فتح مبین صلح حدیبیہ ہی قرار پائی، جس نے طول وعرض عرب میں دلوں کے دروازے اسلام کے لیے کھول دیے اور **یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا** کا روح افروز منظر سب نے دیکھ لیا۔

ایمان کیا ہے؟

صحیح بخاری کی کتاب الایمان میں سے صرف چند حدیثیں یہاں درج کی جاتی ہیں تاکہ اندازہ ہوسکے ایمان واسلام حقیقۃً کیا ہیں؟ مثلاً

(۱) مسلمان وہ ہے، جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان کو کوئی گزند نہ پہنچے اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی ہر شے ترک کردے۔

(۲) اس وقت تک کوئی شخص حقیقۃً مومن نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے مومن بھائی کے لیے وہی بات پسند نہ کرے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(۳) جس میں تین باتیں ہوں، اس نے ایمان کی حلاوت پالی۔

و۔ اللہ اور رسولؐ اس کے نزدیک ماسوا سے بڑھ کر محبوب ہوں۔

ب۔ ہر فرد کے ساتھ صرف اللہ کے لیے محبت کرے یعنی محبت کے ساتھ کوئی غرض وابستہ نہ ہو۔

ج۔ کفر کی طرف لوٹ جانا اسے اتنا ہی برا معلوم ہو، جتنا آگ میں ڈالا جانا۔

۴۔ تین باتیں ہیں، جس نے یہ جمع کرلیں، اس نے ایمان جمع کرلیا۔

ا۔ اپنے نفس کے مقابلے میں بھی انصاف پر قائم واستوار رہنا۔

ب۔ دنیا میں سلامتی اور حق پھیلانا۔

ج۔ تنگ دستی کے باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

(۵) حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا اسلام بہتر (خیر) ہے۔ فرمایا: کھانا

کھلانا اور سب کو سلام کہنا یعنی سلامتی کی دعا دینا، خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو۔

۶۔ خود ابوذرؓ غفاری کی روایت ہے کہ میں نے غلام کو گالی دی۔ رسول اللہ ﷺ نے سن لی اور فرمایا ابوذرؓ ابھی تم میں جاہلیت باقی ہے۔ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انھیں تمہارے ماتحت کر دیا ہے۔ جس کا بھائی ماتحت ہو، اسے چاہیے کہ بھائی کو ویسا ہی کھلائے جیسا آپ کھائے، ویسا ہی پہنائے جیسا آپ پہنے اور بھائی سے ایسا کام نہ لے، جو اس سے نہ ہو سکے۔ کوئی سخت کام ہو تو خود اس کی مدد کرے۔

۷۔ جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ وہ درست ہو تو سارا جسم درست رہتا ہے۔ وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ سنو، وہ دل ہے۔

۸۔ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔

۹۔ جب دو مسلمان تلواروں کے ساتھ مقابلے پر آئیں تو قاتل و مقتول دونوں آگ میں ہوں گے۔ عرض کیا گیا کہ قاتل تو ہوا مگر مقتول کا یہ حال کیوں ہوگا؟ فرمایا: وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا (لیکن موقع نہ پا سکا اور خود مارا گیا)

۱۰۔ جس میں چار باتیں ہوں، وہ خالص منافق ہے۔

ا۔ امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

ب۔ بات کہے تو جھوٹ بولے۔

ج۔ عہد کرے تو اسے پورا نہ کرے۔

د۔ جھگڑے تو ناحق کی طرف چلا جائے۔

ان میں سے کوئی بھی بات کسی میں ہو تو نفاق کی علامت ہوگی تا آنکہ وہ اسے ترک کر دے۔

۱۱۔ خدا کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے، جس پر مداومت کی جائے، اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔

۱۲۔ ''کتاب الادب'' میں ہے کہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا:

خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا، خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا، خدا کی قسم وہ ایمان نہیں لایا۔ عرض کیا: کون یا رسول اللہ؟ فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی بدیوں سے امن میں نہ ہو۔

ان ارشادات پر غور فرمایئے اور اندازہ کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ نے عالم انسانیت کو کس راستے پر چلنے کی دعوت دی؟ آیا اس کے سوا امن عالم اور بہبود انسانیت کا کوئی راستہ ہو سکتا ہے؟ ساتھ ہی سوچیے کہ جس سرچشمۂ فلاح و صلاح کونین سے یہ اور ایسی ہزاروں موجیں اٹھیں، اس کے طیب و طاہر ہونے کا درجہ کتنا بلند ہوگا۔

حسن خلق : رسول اللہ ﷺ نہایت نرم مزاج اور خوش اخلاق تھے۔ چہرۂ مبارکہ پر اس قسم کی کیفیت چھائی رہتی تھی جس سے دیکھنے والے پر لطف و شفقت کا اثر پڑتا۔ گفتگو وقار و متانت سے فرماتے، ایک ایک جملہ ٹھہر ٹھہر کر بولتے۔ ہر ایک کو نرمی سے سمجھاتے۔ کبھی کسی کی دل شکنی گوارا نہ فرمائی۔ آپ سوار ہوتے اور راستے میں کوئی صحابی مل جاتا تو اسے سوار کرا دیتے اور خود اتر آتے۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں بچپن میں انصار کے نخلستان میں چلا جاتا تو ڈھیلے مار مار کر کھجوریں گراتا۔ لوگ مجھے پکڑ کر خدمت اقدس میں لے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ زمین پر ٹپکی ہوئی کھجوریں کھا لیا کرو، ڈھیلے نہ مارا کرو، پھر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

ایک مرتبہ حالت قحط میں ایک صاحب نے باغ سے کھجور کے خوشے توڑ کر کھائے اور کچھ دامن میں رکھ لیے۔ باغ کے مالک نے اسے مارا اور کپڑے اتروا لیے۔ پھر شکایت لے کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا۔ کھجوریں توڑنے والا بھی ساتھ تھا۔ آپ نے مالک باغ سے کہا۔ یہ جاہل تھا، اسے تعلیم دینی چاہیے تھی۔ بھوکا تھا، کھانا کھلانا چاہیے تھا۔ یہ فرما کر کپڑے واپس دلائے اور اسے ساٹھ صاع غلہ اپنے پاس سے دیا جو ہمارے حساب سے تین من تیرہ سیر اور دو چھٹانک ہوتا ہے۔

مجلس نبویؐ میں بیٹھنے کی جگہ نہ رہتی تو نئے آنے والے کے لیے ردائے مبارک بچھا دیتے تھے۔ سلام میں پیش دستی فرماتے۔ راستہ چلتے تو مرد، عورت، بچہ جو سامنے آتا اسے سلام کرتے۔ زبان مبارک پر کبھی کوئی غیر مناسب لفظ نہ آیا۔ انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ جب کسی پر عتاب کرتے تو فرماتے: مالہ ترب جبینہ (بخاری کتاب الادب) اسے کیا ہوا اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ محاورے میں اس فقرے کا استعمال ہلکے زجر کے رنگ میں ہوتا ہے۔

بچوں پر شفقت : حضور ﷺ بچوں پر بہت شفقت فرماتے۔ آپ سفر سے تشریف لاتے اور لوگ استقبال کے لیے نکلتے تو بچے بھی ساتھ ہوتے اور وہ معمول کے مطابق دوڑ کر ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتے۔ جو پہلے پہنچتے انھیں آپ ساتھ سواری پر بٹھا لیتے۔ راستے میں مل جاتے تو انھیں خود سلام کرتے اور ان سے بھی شفقت کا یہی برتاؤ ہوتا۔

ایک مرتبہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ اس کی دو بچیاں بھی ساتھ تھیں۔ اتفاق سے حضرت عائشہؓ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور پڑی تھی وہ اس عورت کو نذر کر دی۔ اس نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور ایک ایک ٹکڑا دونوں بچیوں کو دے دیا۔ حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو فرمایا جس کے دل میں خدا اولاد کی محبت ڈالے اور وہ اس محبت کا حق ادا کرے تو دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

یہ شفقت مسلمان بچوں تک محدود نہ تھی۔ ایک دفعہ کسی غزوے میں چند بچے بھی بے ارادہ و علم مارے گئے، آپ کو اطلاع ملی تو بڑا رنج ہوا۔ کسی کی زبان سے نکلا یا رسول اللہ وہ مشرکین کے بچے تھے۔ فرمایا: مشرکین کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔ خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو، خبردار! بچوں کو قتل نہ کرو۔ ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے۔

جابرؓ بن سمرہ صحابی اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پھر آپ کے ساتھ ہولیا۔ سامنے سے چند اور بچے آگئے۔ آپ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

غلاموں پر شفقت: اوپر گزر چکا ہے، ابوذرؓ غفاری سے آپ نے فرمایا تھا: تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، جو خود کھاؤ، انھیں کھلاؤ، جو خود پہنو، انھیں پہناؤ، چنانچہ اس کے بعد سے ابوذرؓ نے اپنے غلام کو ہمیشہ کھانے پہننے وغیرہ میں اپنے برابر رکھا۔

غلاموں کے لیے لفظ غلام بھی گوارا نہ تھا۔ آپ نے فرمایا: انھیں غلام یا لونڈی کہہ کر نہ پکارا کرو۔ ''میرا بچہ''، ''میری بچی'' کہا کرو۔ آپ کے پاس جو غلام آتا، اسے آزاد کردیتے۔ لیکن وہ لوگ آزاد ہو کر بھی آپ کو شفقت کی زنجیر میں جکڑے رہتے۔ زیدؓ بن حارثہ کا واقعہ محتاج تفصیل نہیں۔ ان کے والد اور چچا لینے کے لیے آئے اور ہر قیمت ادا کرنے کے لیے آمادہ تھے۔ آپ پہلے ہی زیدؓ کو آزاد کرچکے تھے۔ جانے نہ جانے کا معاملہ زیدؓ ہی پر چھوڑ دیا انھوں نے جانے سے انکار کردیا اور آپ کے آستانہ رحمت کو والدین اور دوسرے خونی اقربا کے ظل عاطفت پر ترجیح دی۔ محبت وشفقت کے اس اعجاز کا صحیح اندازہ کون کرسکتا ہے، جس کے سامنے قریب ترین خونی رشتے بھی بے حقیقت رہ گئے تھے؟ زیدؓ کے بیٹے اسامہؓ سے آپ کو جتنی محبت تھی، وہ اسی سے ظاہر ہے کہ بعض نہایت اہم معاملات میں اسامہؓ ہی کو آپ کی بارگاہ میں سفارشی بنایا جاتا تھا اور فتح مکہ میں داخلے کے وقت اسامہؓ حضور ﷺ کے ردیف تھے۔

ایک صحابی اپنے غلام کو مار رہے تھے۔ پیچھے سے آواز آئی کہ خدا کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔ صحابی نے مڑ کر دیکھا تو خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسے لوجہ اللہ آزاد کردیا۔ فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تمہیں چھو لیتی۔

سب سے آخری وصایا میں سے ایک وصیت یہ تھی کہ غلاموں اور لونڈیوں کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ غلاموں کا قصور کتنی مرتبہ معاف کروں؟ آپ خاموش رہے۔ جب تیسری مرتبہ یہی گزارش کی تو فرمایا: ہر روز ستر مرتبہ۔

غریبوں پر شفقت: رسول اللہ ﷺ اکثر دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا یہ کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ مساکین دولت مندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ پھر فرمایا: عائشہؓ! کسی مسکین کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ۔ کچھ نہ ہو تو چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی سہی، ضرور دے دو۔ عائشہؓ! غریبوں سے محبت کرو۔ انھیں اپنے سے نزدیک رکھو، خدا بھی تم کو اپنے سے نزدیک کرے گا۔

عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ کا بیان ہے کہ میں مسجد میں بیٹھا تھا۔ ایک طرف فقرائے مہاجرین کا حلقہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اس حلقے میں بیٹھ گئے۔ میں بھی وہیں جا بیٹھا۔ فرمایا: فقرائے مہاجرین کو بشارت ہو کہ وہ دولت مندوں سے چالیس برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ فرمایا:

جو شخص کسی بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرتا ہے۔ اس کی حیثیت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہے یا اس شخص کی جو دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کے لیے کھڑا رہتا ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الادب)

عوالی میں ایک بڑھیا بیمار تھی، اس کے جانبر ہونے کی امید نہ تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اس کی وفات ہو تو مجھے ضرور خبر کرنا۔ میں جنازے کی نماز پڑھاؤں گا۔ اتفاق سے بڑھیا کا انتقال کچھ رات گئے ہوا۔ صحابہ نے آپ کو رات کے وقت اٹھانا گوارا نہ کیا اور بڑھیا کو دفن کردیا۔ صبح کے وقت آپ نے دریافت فرمایا اور پوری کیفیت معلوم ہوئی تو اس خاتون کی قبر پر جا کر نماز جنازہ ادا کی۔

ایک مرتبہ ایک قبیلہ مسافر وار مدینہ منورہ آیا۔ اس کی حالت بہت خستہ تھی۔ کسی کے بدن پر ثابت کپڑا نہ تھا۔ پاؤں ننگے تھے۔ کھالیں بدن پر بندھی ہوئی تھیں اور تلواریں گلوں میں ڈال رکھی تھیں۔ حضور ﷺ کی نظر مبارک ان لوگوں کی خستگی پر پڑی تو چہرہ انور کا رنگ بدل گیا۔ حالت اضطراب میں اندر تشریف لے گئے۔ پھر باہر آئے اور بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ نماز کے بعد ایک خطبے میں سب کو ان غریبوں کی امداد پر آمادہ کردیا۔

شفقت ورافت عامہ کے باب میں صرف اتنا عرض کردینا کافی ہے کہ عبادات نافلہ چھپ کر ادا فرماتے تاکہ عام لوگوں کے لیے آپ کی پیروی میں اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔

مساوات: مساوات کی جیسی عملی مثالیں رسول اللہ ﷺ کی سیرۃ طیبہ میں ملتی ہیں، ویسی اور کہاں ملیں گی؟ اس سے بڑھ کر مساوات کیا ہوسکتی ہے کہ اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ بن حارثہ کی شادی اپنی پھپھیری بہن سے کردی تاکہ اونچ نیچ کے فرضی اور خود ساختہ سانچے ریزہ ریزہ ہوجائیں۔ فتح مکہ کے بعد آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اس کے مندرجہ الفاظ پر غور فرمائیں:

اے گروہ قریش! اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار اللہ نے مٹادیا۔ تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔

یہ مساوات کا محض درس ووعظ ہی نہ تھا بلکہ اس کے ساتھ سب سے بڑی، موثر اور ناقابل تردید دلیل بھی تھی۔ دنیا کے تمام انسان آدم کی اولاد ہیں۔ آدم ہی سب کے مورث اعلیٰ تھے۔ اگر ایک گھرانے کے تمام ارکان درجے میں یکساں ہوتے ہیں تو پھر

(بقیہ صفحہ ۲۶ پر)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

اصلاح ذات-کیوں اور کیسے؟

ابوحمدان اشرف فیضی
ناظم جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ

سماج اور معاشرے میں اصلاح کے نام پر بہت ساری کوششیں ہو رہی ہیں، انفرادی بھی، اجتماعی بھی، بلکہ اصلاح معاشرہ اور اصلاح سماج کے نام سے تنظیمیں اور ادارے قائم ہیں، مگر روز بروز برائیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں، لوگوں میں بے دینی اور بے عملی کا تناسب بڑھ رہا ہے۔

سوال یہ ہے کہ آخر تمام تر اصلاحی کوششیں ناکام کیوں ہیں؟ خاطر خواہ کامیابی کیوں نہیں مل رہی ہے؟ برائیوں کا تناسب کم کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

جواب یہ ہے کہ ہم میں ہر شخص دوسروں کی اصلاح چاہتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، حقیقت اور سچائی یہ ہے کہ ہم سماج سے برائیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں مگر اپنے اندر پائی جانے والی خامیوں اور کوتاہیوں کو ختم نہیں کرنا چاہتے، ہم دنیا کو بدلنے کے خواب ضرور دیکھتے ہیں مگر اپنے آپ کو بدلنے کے لئے تیار نہیں ہیں، ہم لوگوں کو نیکی کی دعوت دیتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے، ہم لوگوں کو اخلاق حسنہ کی ترغیب دلاتے ہیں مگر ہم خود اخلاقی برائیوں میں ملوث ہیں، ہم لوگوں کو حلال وحرام کے مسائل بتاتے ہیں اور خود حرام خوری میں مبتلا ہیں، ہم لوگوں کو زہد وقناعت کا درس دیتے ہیں مگر خود مال ودولت کے حریص ہیں، ہم لوگوں کو دنیا کی بے ثباتی اور فکر آخرت کی تعلیم دیتے ہیں مگر خود دنیا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں، الغرض ہمارے قول وعمل میں بڑا تضاد ہے، ہماری دعوت اور ہمارے کردار میں نمایاں فرق ہے، ہمارا حال یہ ہے کہ:

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

ہمیں دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا، ہماری پوری طاقت لوگوں کی خامیوں، کوتاہیوں کی تلاش میں صرف ہوتی ہے، مگر ہمیں ہمارے بڑے بڑے عیوب نظر نہیں آتے۔

بدی پر غیر کی ہر دم نظر ہے
مگر اپنی بدی سے بے خبر ہے

ہم قرآن مجید کی اس آیت کے مصداق ہیں:

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ [البقرۃ:۴۴] کیا لوگوں کو بھلائیوں کا حکم کرتے ہو؟ اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو باوجودیکہ تم کتاب پڑھتے ہو، کیا اتنی بھی تم میں سمجھ نہیں؟

اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگ بہت مبغوض اور ناپسندیدہ ہیں جن کے گفتار وکردار میں فرق ہو، قول وعمل میں ٹکراؤ ہو، ارشاد ربانی ہے:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ [الصف۲-۳] اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

یہی وہ بیماری ہے جو ہماری دعوت میں بڑی رکاوٹ ہے، یہی وہ بنیادی سبب ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی کوششوں میں ناکام ہیں اور ہماری اسی بے عملی اور بے دینی کی وجہ سے ہماری باتوں میں وہ اثر نہیں ہے جو دلوں کو موم کردے، ہماری غیرت کو جگا دے، ہمارے ضمیر کو جھنجھوڑ دے۔ ایسے بے عمل واعظین اور بے دین مصلحین کا انجام قیامت کے دن بہت ہی برا ہوگا، ارشاد نبوی ہے:

”يجاء بالرجل يوم القيامة فيلقى في النار، فتندلق أقتابه في النار، فيدور كما يدور الحمار برحاه، فيجتمع أهل النار عليه فيقولون: أي فلان، ما شأنك؟ أليس كنت تأمرنا بالمعروف وتنهانا عن المنكر؟ قال: كنت آمركم بالمعروف ولا آتيه، وأنهاكم عن المنكر وآتيه“ : (صحيح البخاري/كتاب: بدء الخلق، باب صفة النار، وأنها مخلوقة:3267)

قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ آگ میں اس کی آنتیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کیا کرتا ہے۔ جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آکر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے، اے فلاں! آج یہ تمہاری کیا حالت ہے؟ کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لیے نہیں کہتے تھے، اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا جی ہاں، میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا۔ برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا، لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا۔

جو اپنی ذات کی اصلاح کرے گا، ایمان اور تقوی کی زینت سے اپنے دل کو مزین کرے گا، گناہوں کی غلاظت سے نفس کا تزکیہ کرے گا، قلب سلیم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا وہی کامیاب ہوگا اور جو اپنے نفس کو گناہوں سے آلودہ رکھے گا، معصیت کا ارتکاب کرے گا، وہ ناکام ونامراد ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا [الشمس:۹-۱۰] جس نے اسے پاک کیا وہی کامیاب ہوا اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہی ناکام ہوا۔

اور فرمایا: وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ [الشعراء:۸۷-۸۸] اور جس دن کہ لوگ دوبارہ

جلائے جائیں مجھے رسوا نہ کر۔ جس دن کہ مال اور اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ لیکن فائدہ والا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر جائے۔

اصلاح ذات، شخصی تربیت، اصلاح نفس عظیم الشان عمل ہے، بلکہ نبی ﷺ نے اسے افضل جہاد قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے، فرمان نبوی ہے:

"وأفضل الجهاد من جاهد نفسه في ذات الله" (السلسلة الصحيحة ١٤٩١ اسناده صحيح رجاله ثقات أخرجه محمد بن نصر المروزي "في تعظيم قدر الصلاة" والطبراني (١٣/٥٩٦) ١٤٥١٢ باختلاف يسير)

اصل جہاد تو یہ ہے کہ آدمی سب سے پہلے اپنے نفس سے جہاد کرے، اپنی نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرے، کیونکہ جو شخص اپنے داخلی دشمن نفس کو شکست نہیں دے سکتا وہ خارجی دشمن شیطان اور میدان جنگ میں لوگوں کو شکست نہیں دے سکتا، یہ دونوں انسان کے دشمن ہیں جو اسے گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں، اللہ نے نفس کے بارے میں کہا:

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ [یوسف:٥٣] میں اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہیں کرتا۔ بیشک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے، مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی اپنا رحم کرے، یقیناً میرا پالنے والا بڑی بخشش کرنے والا اور بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔

اور شیطان کے بارے میں کہا: اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لِلۡاِنۡسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ [یوسف:٥] شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اور ان دونوں کے شر سے نبی صبح وشام پناہ مانگتے تھے: "اللهم فاطر السموات والأرض عالم الغيب والشهادة لا اله الا أنت رب كل شئى ومليكه أعوذ بك من شر نفسي ومن شر الشيطان وشركه وأن أقترف على نفسي سوءا أو أجره الى مسلم (صحيح الترمذي:٣٥٢٩، صحيح أخرجه الترمذي ٣٥٢٩ واللفظ له، وأحمد ٦٨٥١، والبخاري في الأدب المفرد (١٢٠٤) باختلاف يسير

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جسے میں صبح اور شام میں پڑھا کروں، آپ نے فرمایا: ''ابوبکر! (یہ دعا) پڑھا کرو: اللهم فاطر السموات والأرض عالم الغيب والشهادة لا اله الا أنت رب كل شئى ومليكه أعوذ بك من شر نفسي ومن شر الشيطان وشركه وأن أقترف على نفسي سوءا أو أجره الى مسلم ''اے اللہ! اے آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے، کھلی ہوئی اور پوشیدہ چیزوں کے جاننے والے، کوئی معبود برحق نہیں ہے سوائے تیرے، تو ہر چیز کا رب (پالنے والا) اور اس کا بادشاہ ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے، شیطان کے شر اور اس کے جال اور پھندوں سے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنے آپ کے خلاف کوئی گناہ کر بیٹھوں، یا اس گناہ میں کسی مسلمان کو ملوث کر دوں''۔

اور خطبے میں آپ کہتے تھے: "الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا اله الا الله، وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله، أما بعد: (صحيح ابن ماجه ١٥٤٨، صحيح أخرجه مسلم (٨٦٨) باختلاف يسير)

اصلاح ذات اور اسوہ نبویہ: نبی کریم کی سیرت طیبہ انسانیت کے لئے زندگی کے تمام شعبوں میں اسوہ حسنہ ہے، بہترین آئیڈیل اور نمونہ ہے، نبی ﷺ کو جب اللہ تعالیٰ نے دعوت واصلاح کا حکم دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت واصلاح سے پہلے اپنی پاکیزہ، صاف وشفاف، بے داغ اور مثالی زندگی کو پیش کیا: ارشاد ربانی ہے:

فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ [یونس:١٦] کیونکہ میں اس سے پہلے تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں۔ پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

اور جب آیت نازل ہوئی:

وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ [الشعراء:٢١٤]

آپ کوہ صفا پر گئے، سب کو جمع کیا، سب کے جمع ہو جانے کے بعد آپ نے دعوت دینے سے پہلے اپنی پاکیزہ زندگی کو ان کے سامنے پیش کیا اور اپنی صداقت کا اقرار کروایا اور کہا کہ: اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک لشکر جرار چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے کیا تم میری بات کی تصدیق کروگے؟ سب نے بیک زبان ہوکر کہا:

ما جربنا عليك الا صدقا (صحیح البخاری:٤٧٧٠)

ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولتے ہوئے پایا ہے، جب آپ نے اپنی صداقت کا اعتراف کروالیا تب انہیں دعوت دی اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔

علماء دین اور مصلحین امت کی ذمہ داری ہے کہ دعوت واصلاح سے پہلے اپنا پاکیزہ اخلاق، بلند کردار، اور عملی نمونہ قوم کے سامنے پیش کریں تاکہ قوم ان کی باتوں کو قبول کرے اور اصلاح کا جذبہ دلوں میں پیدا ہو۔ اسی طرح ہم اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہیں اور خامیوں اور کوتاہیوں کی اصلاح کریں اور خوبیوں کو باقی رکھیں۔

ہمیشہ اپنے عیبوں پر نظر رکھیں دوسروں کے عیبوں کو تلاش نہ کریں

ہمارے دلوں میں آخرت کی فکر پیدا کریں، قبر کی تاریکی اور تنہائی کے لئے نیکیوں کا توشہ تیار کریں، آخرت پر پختہ ایمان رکھیں، کیونکہ عقیدہ آخرت اصلاح عمل کا بہترین ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اپنی اصلاح پھر دوسروں کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے، آمین

☆☆☆

تحریر: سید الطاف حسین سید امتیاز

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حضرتِ علی عبد المطلب کے پوتے ابو طالب کے فرزند نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سگے چچیرے بھائی تھے اور آگے چل کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، حضرتِ فاطمہ کے شوہر، حسن اور حسین کے والد بنے، وہ اہل بیت اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے، فاتح خیبر تھے۔

حضرتِ علی کی فضیلت: جب خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہو پا رہا تھا تو اس وقت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ کل میں ایسے شخص کو اسلامی جھنڈا (پرچم) دونگا جس کے ہاتھ اسلامی فتح حاصل ہوگی وہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکے رسول اس سے محبت کرتے ہیں الفاظِ حدیث کچھ اس طرح ہے۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا ”کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اسلامی فتح حاصل ہوگی جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول بھی محبت رکھتے ہیں۔“ رات بھر سب صحابہ کے ذہن میں یہی خیال رہا کہ دیکھئے کہ کسے جھنڈا ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ہر شخص امیدوار تھا (یعنی ہر شخص یہ چاہتا تھا کے جھنڈا اُسے دیا جائے) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ”علی کہاں ہیں؟“ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں درد ہو گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک تھوک ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ اور اس سے انہیں صحت ہوگئی، کسی قسم کی بھی تکلیف باقی نہ رہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کو جھنڈا عطا فرمایا: (صحیح بخاری 3009)

حضرات ہمیں غور کرنا چاہئے کہ جب قلعہ فتح نہیں ہو پا رہا تھا تب اللہ کے رسول نے خوشخبری سنائی کہ کل میں ایسے شخص کو اسلامی جھنڈا دونگا جس کے ہاتھ اسلامی فتح حاصل ہوگی وہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اسکا رسول اس سے محبت کرتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا دھیان اس طرف نہیں تھا کہ کل خیبر فتح ہو جائے گا جو فتح نہیں ہو پا رہا تھا، یہ نہایت ہی خوشی کی بات تھی لیکن صحابہ کا دھیان صرف اس طرف تھا کہ اللہ کے رسول کل کس کو جھنڈا دینگے، سبھی یہ چاہ رہے تھے کہ جھنڈا انکو عطا کیا جائے کیوں کے بات ہی کچھ ایسی تھی کہ اللہ اور اسکے رسول اس سے محبت کرتے ہوں اس شخص کی فضیلت کی کیا ہی بات جس سے رب بذات خود محبت کرتا ہو اور اسکے رسول اس سے محبت کرتے ہوں وہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ جھنڈا شیر خدا حضرت علی کو عطا کیا گیا آپ اس بات سے انکی فضیلت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اُنکی کتنی بڑی فضیلت ہے کہ وہ اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتے اور اللہ اور اسکے رسول اُن سے محبت کرتے ہیں۔

نیز آپ حضرتِ علی کی فضیلت کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگا سکتے ہیں۔ ترجمہ: حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ (صحیح بخاری 3706)

نیز دوسری جگہ ارشادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ترجمہ: ابوسریحہ یا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کے دوست ہیں“۔ (جامع ترمذی 3713)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان: ”من كنت مولاه فعلي مولاه“ کا ایک خاص سبب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے جب علی رضی اللہ سے یہ کہا: ”لست مولاى انما مولاى رسول الله صلى الله عليه وسلم“ یعنی میرے مولا تم نہیں ہو بلکہ اللہ کے رسول ہیں تو اسی موقعہ پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ”من كنت مولاه فعلي مولاه“ کہا امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں ولی سے مراد ”ولاء الاسلام“ یعنی اسلامی دوستی اور بھائی چارگی ہے۔ حضرتِ علی کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ دامادِ رسول تھے نبی صلی اللہ نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے حضرتِ علی کا انتخاب کیا۔

ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ نے خیبر کی فتح انکے ہاتھوں دی اور ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے یعنی انکو دنیا میں ہی جنت کی بشارت سنادی گئی۔ اور ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ اہل بیت میں سے تھے اور ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ وہ حسن اور حسین کے والد تھے۔ نیز حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے جسکو اس مختصر مضمون میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

کچھ لوگ حضرتِ علی کی فضیلت بیان کرنے میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں اور ان کو رب کے مقام تک پہونچا دیتے ہیں مثلاً حضرتِ علی مصیبت میں مدد کرنے والے ہیں وہ ہمیں وہ سب دینے پر قادر ہیں جس پر صرف رب قادر ہے ایسے عقائد کا قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا ایسے عقائد شرک ہیں اور شرک تمام گناہوں کی جڑ ہے، ہلاک کرنے دینے والا، جنت حرام کروا دینے اور جہنم کو ہمیشہ کے لئے ٹھکانا بنا دینے والا گناہ ہے۔ لہٰذا ہم لوگوں کو چاہئے کہ ہم قرآن و حدیث کو لازم پکڑیں اور تمام کبیرہ گناہ خصوصاً شرک سے بدعت سے اجتناب کریں اور دوسروں کو بھی اس چیز سے روکیں۔

اخیر میں رب کائنات سے دعاء گو ہوں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے، ہمیں جب تک زندہ رکھے اسلام پر اور جب ہمارا خاتمہ ہو تو اسلام پر آمین یا رب العالمین۔

☆☆☆

مولانا ساجد ولی

کردار کا غازی ملک الصحراء ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی کے خفیہ گوشے

ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ عصر حاضر کی عظیم شخصیات میں سے ایک تھے۔ اگر مسلمانوں کے اندر مسلکی تعصّبات، سیاسی انتشار نہیں ہوتا اور مسلمان بالاتفاق آپ کی قیادت کو قابل اعتماد سمجھتے۔ الزامات، فریب کاری، نیز محمد بن عبدالوہاب کی تحریک اصلاح پر چوطرفہ یلغار سے دور رہتے ہوئے عقل مندی کا ثبوت دیتے تو قریب تھا کہ خلافت عثمانیہ کے سقوط کے بعد عالم اسلام کو محسوس ہونے والے خلاء میں بطور متبادل حکمراں کے آپ ظاہر ہوتے۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور صحیح عقیدے کی سرپرستی کرنے والی یہ قیادت ایک خاص دائرے میں محدود ہو کر رہ گئی۔ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ سے جن عالمی قائدین کی ملاقاتیں ہوئیں، انہیں آپ کے اندر ایک سچی اور انقلابی شخصیت نظر آئی۔ محیی الدین رضا اپنی کتاب (طویل العمر الملک عبدالعزیز آل سعود) میں آپ کی متعدد صفات کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں: "ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ لمبے تڑنگے، صحت مند، سانولے رنگ، بارعب چہرہ، حلیم و بردبار، نفیس مزاج انسان تھے۔ کبھی کبھار غصہ ہوتے اور غصہ ہوتے تو اردگرد کے لوگوں کو دہشت زدہ کر دیتے نہایت صبر و برداشت والے، زبردست بہادر، اور خاکسار تھے، بڑپن، اور تکبر سے نفرت کرتے، فراخ دل، مخاطب کی بات پوری توجہ سے سنتے، چاہے اس کی کوئی بھی حیثیت ہو، بلا استثناء سارے ملنے والے لوگوں کا بڑی وسعت قلبی سے استقبال کرتے۔ آپ کی نظر میں کوئی چھوٹا بڑا نہیں تھا۔ اپنی گفتگو سے لوگوں کا دل جیت لیا کرتے۔ نہایت سخی تھے۔ کسی کی درخواست کو رد نہیں کرتے۔ خود مستحقین تک امداد پہونچانے کی سرپرستی کرتے، رعایا کی دیکھ بھال میں اپنے کارندوں پر اندھا اعتماد نہیں کرتے۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ یومیہ تین سو کے قریب لوگ آپ کی زیارت کرتے۔ جن کے قیام وطعام کا مکمل انتظام کیا جاتا۔

آج کی سیاسی قیادتیں کذب ودجل، فریب کاری وعیاری کو سیاست، قیادت، نیز کامیاب حکومت کے لئے لازمی جزء سمجھتی ہیں۔ پوری سیاستیں کذب در کذب پر مبنی ہوا کرتی ہیں۔ یقیناً یہ ایک ایسی خسیس طبیعت ہے۔ جس کا اثر کاز حکومت، وقیادت ہی پر نہیں پڑتا، بلکہ رعایا اور ماتحتوں کی اخلاقیات، جذبہ اطاعت اور سماجی ڈھانچے پر بھی پڑتا ہے۔ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ شرعی سیاست پر یقین رکھتے تھے۔ آپ کذب کے عادی نہیں تھے۔ صداقت کے پیکر تھے۔ گفتار کے بازیگر نہیں۔ کردار کے غازی تھے۔ آپ خود اپنی اس قابل تقلید عادت کو یوں ذکر کرتے ہیں: "میں گفتار پر نہیں کردار پر یقین رکھتا ہوں، ان لوگوں کی طرح نہیں جو بڑی بڑی باتیں بناتے ہیں۔ میں جو کہتا ہوں، اسے پورا کرتا ہوں، میرے دین وشرف ومنزلت کے لئے یہ عیب کی بات ہے کہ میں کچھ کہوں اور اس کو عملی جامہ نہ پہناؤں۔ میں اس چیز کا عادی نہیں ہوں، نہ میں اس کی عادت ڈالنا چاہتا ہوں۔

تاریخی دستاویزات اور مخطوطات میں آپ کے متعلق درج شدہ تفصیلات سے اس شخصیت کی عظمت کا احساس ہوتا ہے جو صرف اپنی نسل کے ساتھ مشفقانہ رویہ نہیں رکھتے تھے بلکہ اپنی پوری قوم سے والد جیسی محبت کیا کرتے۔ آپ کی شخصیت انسانی اقدار کا مجموعہ تھی۔ اسی لئے دکتور عبدالعزیز بن عبدالرحمان الثنیان نے اپنی کتاب کا عنوان ہی (انسانی ملک) رکھا ہے۔ اس کتاب کے اندر آپ نے ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی کے بہت سارے ایسے گوشوں کا ذکر کیا ہے جو عام لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ اس میں سنہ ء میں ملک سلمان حفظہ اللہ (جو کہ اس وقت امیر تھے) کی زبانی اپنے والد کا ایک قصہ یوں بیان کیا ہے آپ کہتے ہیں: "جس ہفتے والد محترم کی وفات ہوئی، اس دن ام فہد سے میری شادی ہونی طے تھی، لیکن والد پر مرض کی شدت دیکھ میں نے اسے مؤخر کرنا مناسب سمجھا۔ والد محترم کبھی ہوش میں آتے، کبھی بے ہوش ہو جاتے۔ ایک مرتبہ آپ نے آنکھیں کھولیں اور میری ماں کو میرے بغل میں بیٹھے دیکھ ان سے دریافت کیا: کیوں آپ اپنے بچے سلمان کی شادی میں شرکت کرنے نہیں گئیں؟، ماں نے انہیں بتلایا سلمان نے شادی کی تقریب کو آپ کی شفایابی تک کے لئے مؤخر کر دیا ہے، آپ کو اللہ صحت وعافیت عطا فرمائے، والدہ بیان کرتی ہیں، اس کے بعد آپ نے سر جھکایا، اور دعائیں دینے لگے، میں یہ جملے سمجھ پائی (اللہ سلمان کی زندگی میں برکت فرمائے) میری ماں نے آپ کی دعا پر آمین کہی۔

والدین کے فرمانبردار: والدین اور وفادار اولاد کے مابین کیا محبت ہوتی ہے، اور باپ بیٹے کے باہمی رشتے کیسے ہونے چاہئیں؟ یہ چیز ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی میں ہمیں بدرجہ اتم نظر آتی ہے، اس سیاق میں ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے مشیر کار حافظ وہبہ ذکر کرتے ہیں: "ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنے والدین، اور رشتہ داروں کے ساتھ بڑا احسن سلوک کرنے والے تھے، ہر دن والد کی زیارت کرتے، ہر چھوٹے بڑے حکومتی معاملے میں آپ سے مشورے لیتے، عرب، نیز غیر عرب حکمرانوں کی طرف بھیجے جانے والے مراسلات سے آپ کو آگاہ کرتے، جب آپ ریاض پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے، تو کویت سے ریاض پہونچتے وقت آپ نے اپنے والد کا استقبال کیا، اور پورے ادب واحترام سے ریاض کی جامع مسجد میں اس بات کا اعلان کیا کہ آپ حاکم ہیں اور میں اپنے والد کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کرتا ہوں۔ مگر آپ کے والد کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ آپ اٹھے اور اپنے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے اس شرط پر قبول کر لیا کہ کسی بھی امر میں والد محترم کا فیصلہ اولین حیثیت کا حامل ہوگا۔

اس سیاق میں اپنے والد امام عبدالرحمٰن بن فیصل کے ساتھ حسن سلوک کا ایک اور واقعہ یہاں پر قابل ذکر ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ آپ اپنے والد کے ساتھ حج میں ساتھ ساتھ تھے، ایک ساتھ دونوں نے طواف کیا، دوران طواف ہی والد کو تھکاوٹ کا احساس ہوا، آپ نے اپنے والد کو کاندھے پر اٹھالیا، تاکہ باقی ماندہ طواف خود سے پورا کرائیں، نہ یہ کہ اپنے کارندوں کو اس خدمت کے لئے استعمال کریں۔ آپ اپنی ماں سارہ السدیری کے ساتھ بھی بڑے باادب، اور حسن سلوک سے پیش آیا کرتے۔ اسی طرح اپنے بھائی، بہنوں سے بھی بڑی محبت کرتے، بالخصوص اپنی بہن نورہ سے بڑی الفت ومحبت سے پیش آتے۔ آپ اس محبت کا اظہار ان جملوں میں کرتے (انا اخو نورہ انا اخوالانوار) آپ روزآنہ ان کے گھر جاکر ان سے ملاقات کرتے۔

مشہور سعودی ادیب فہد المبارک رحمہ اللہ- جو فلسطین کی آزادی کے مقصد سے اسرائیل سے نبرد آزما ہونے والی سعودی فوج کے قائد بھی تھے- نے (من شیم الملک عبدالعزیز رحمہ اللہ) نام سے تین جلدوں پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی ہے، جس میں آپ نے ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی سخاوت، اعلی اخلاق کا تذکرہ کیا ہے، آپ لکھتے ہیں: "ایک شخص آپ کے پاس اپنے قرض کی شکایت لے کر آیا کہ اس کی مقدار اتنی زیادہ ہے کہ میں اسے ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ آپ نے معاملے کی تحقیق کا حکم دیا، تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس پر سونے کے جنیہ قرض ہیں، آپ نے فوراً اس کے لئے جنیہ کے بجائے جنیہ کا آرڈر دیا، جب مالیاتی ادارے کے ذمے دار (شلھوب) کے پاس صاحب معاملہ پہونچا اور انہوں نے رقم دیکھی کہ مامور بہ رقم قرض کی رقم سے دس گنا زیادہ ہے تو ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس جاکر اس کا ذکر کیا۔ آپ نے ان کی بات سن کر فرمایا: لیس القلم باکرم منی (یہ قلم مجھ سے زیادہ سخی نہیں ہوسکتا)، ان دنوں یہ رقم آج کے اعتبار سے لاکھوں ریال بنتی ہے۔

آپ کی کرم نوازی کا ایک قصہ احمد بن عبداللہ الدامغ کی کتاب (شذرات ومواجیز من حیاۃ ومواقف الملک عبدالعزیز) میں یوں درج ہے: "ایک مرتبہ آپ کو ایک بزرگ عورت نے راستے میں روک لیا۔ کہنے لگیں (اے عبدالعزیز جتنا اللہ نے آپ کو دنیا میں نوازا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو آخرت میں بھی ویسے ہی نوازے)، ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ اس دعا سے اتنے خوش ہوئے کہ اسے اپنی گاڑھی میں رکھا ہوا سارا مال ہدیہ کرنے کا حکم دیا۔ دیکھا گیا تو اس میں دس تھیلے تھے، جن میں سے ہر ایک میں ریال رکھے تھے، اس رقم کو اٹھانے، اور اسے گھر تک پہونچانے کے لئے آپ نے اس کے ساتھ ایک خادم بھی روانہ کیا۔

خیر الدین زرکلی (شبہ الجزیرہ العربیۃ) نامی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: "بعض لوگ کہا کرتے تھے: اے عبدالعزیز! آپ بے تحاشا نوازتے ہیں، اگر تھوڑا میانہ روی سے کام لیتے، تو بہتر تھا۔ آپ جواباً فرماتے: اللہ تعالی نے مجھے اپنی نوازشوں کا عادی بنا دیا ہے، اور میں نے اس کے بندوں کو اپنی نوازشوں کا عادی بنادیا ہے، مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں بندوں سے اپنی نوازشوں میں کمی کروں تو اللہ مجھ پر اپنی عنایتوں کو کم نہ کردے۔

مصری ادیب ومفکر عباس عقاد رحمہ اللہ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی شخصیت کے متعلق لکھتے ہیں: "ملک عبدالعزیز اپنے دشمنوں کے ساتھ سخت، کمزوروں کے ساتھ نرم ومتواضع تھے، البتہ آپ مخالفین کی آراء کو غور سے سنتے اور جو بات پسند آتی اسے اختیار کرنے سے گریز نہیں کرتے وجہ یہ تھی کہ آپ نے حق وشریعت محمدیہ کو اپنا حکم وامام مقرر کرلیا تھا۔"

آپ عفو ودرگزر میں بے مثال تھے۔ اس باب میں دسیوں تعجب خیز قصے نقل کئے جاتے ہیں، امین الریحانی اپنی کتاب (ملوک العرب) میں لکھتے ہیں: "ایک شخص آپ کے سامنے اعتراف گناہ کرتے ہوئے عذر پیش کرنے کھڑا ہوا، اس کی پوری بات سننے کے بعد ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھ پر یہ فرض تھا کہ میں تمہیں متنبہ کرتا، اس لئے میں تمہارا اس مرتبہ مؤاخذہ نہیں کروں گا۔"

ریحانی اسی سیاق میں ایک اور واقعہ یوں نقل کرتے ہیں: عقیر نامی جگہ پر اپنے خیمے کے قریب آپ نے ایک قافلہ دیکھا، اس میں ایک تھکے ماندے اونٹ پر نظر پڑی، آپ نے اس کے مالک کو بلاکر ہدایت دی کہ اس اونٹ کو چرنے کے لئے چھوڑ دو، اور قافلے سے اسے آزاد کردو، یہاں پر ریحانی سے آپ نے کہا ہمارے عدل کی شروعات اونٹوں سے ہوتی ہے، جو اپنے اونٹوں کے ساتھ انصاف نہیں کرپاتا، وہ لوگوں کے ساتھ کیا انصاف کرے گا۔"

اسی ضمن کا ایک واقعہ (انسانی ملک) نامی کتاب میں یوں درج ہے: "ایک مرتبہ ایک شخص نے شہر ریاض کے اندر راستہ روک کر آپ سے پوچھا: عبدالعزیز! کہاں ہے آپ کا عدل وانصاف؟ آپ نے ان سے ان کی پریشانی دریافت کی، تو اس نے بتلایا کہ آپ کے ایک امیر کی گاڑھی نے میرے تین اونٹوں کو کچل دیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے معاملے کی چھان بین کے مقصد سے امیر کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے سامنے شکایت کرنے والے اور امیر کو ایک ساتھ بٹھایا جاتا ہے تاکہ حادثے کی پوری تفصیلات خود سمجھی جاسکیں۔ بات پوری ہونے کے بعد آپ نے امیر کو اس کے اونٹوں کی قیمت ادا کرنے کا فیصلہ کیا، اس وقت ایک اونٹ کی قیمت ریال سے زیادہ نہیں تھی، لیکن اس دیہاتی نے ہر اونٹ کی قیمت مقرر کی۔ یہ سن کر امیر موصوف نے اونٹ کے بدلے اونٹ ہی دینے کی بات پر اتفاق کرنا چاہا۔ اس دیہاتی نے یہ کہہ کر اس تجویز کو ٹھکرادیا کہ پھر یہ اونٹ مجھے سدھانے بھی پڑیں گے۔ بالآخر اس امیر نے ایک اونٹ کی قیمت رائج قیمت سے تین گنا زیادہ ادا کی۔ یہ دیکھ کر دیہاتی سے رہا نہ گیا، اور ملک عبدالعزیز سے مخاطب ہوکر کہنے لگا (اب آپ کا عدل مجھے صحیح طور پر سمجھ آگیا اے عبدالعزیز!).

ملک سلمان اپنے والد کے متعلق بہت سارے ایسے قصے نقل کرتے ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی نہایت مشفق ومہربان تھے اور اسی وجہ سے آپ کے بڑے بڑے دشمن آپ کے وفادار ساتھی بن گئے۔ آپ سختی ونرمی دونوں کا استعمال کرتے۔ اپنے بچوں ہی کے میزان سے رعایا کو بھی تولتے۔ ایسا نہیں تھا کہ

خاندان کے افراد کے ساتھ عدل وانصاف کا پیمانہ کچھ ہو اور رعایا کے ساتھ کچھ اور آپ دسترخوان پر فراخدلی سے کام لیتے۔ بچوں کے ساتھ مذاق بھی کرتے۔ آپ کی زندگی تکلفات سے بالکل خالی تھی۔

آپ اسلامی ممالک سے بالعموم، اور عرب ممالک سے بالخصوص نہایت لگاؤ رکھتے تھے، لبنان وعراق نیز فلسطین کے مسائل ہمیشہ آپ کو فکر مند رکھتے, ایک مرتبہ آپ نے سنہ ھ میں حج کے فورا بعد عراقی اسکاؤٹ ٹیم سے اپنے لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے کہا: " میں اللہ اور اس کے بعد آپ سے تین باتوں کا عہد کرتا ہوں: نمبر ایک: اللہ، اور دین اسلام کے لئے اخلاص اور سنت سلف اور صحابہ کے نقش قدم کی اتباع۔ نمبر دو: عرب کی مصلحت کے لئے اخلاص کے ساتھ کام گرنا۔ نمبر تین: میرا گوشت پوست، میری رگوں کا خون، میرے سارے جذبات، میری اولاد، اور ساری مملوکہ اشیاء عراق واہل عراق کے تحفظ کے لئے وقف ہیں. " مزید کہتے ہیں- جیسا کہ محی الدین رضا اپنی کتاب (طویل العمر الملک عبدالعزیز آل سعود) میں لکھتے ہیں-: " عراق میرا پڑوسی ملک ہے، مجھے نہایت عزیز ہے، میں نے اپنے تحفظ کے لئے عراق کے حق میں جنگ کی ہے، میں آپ کو واضح کردوں کہ عراق میرے سامنے بہت سارے شرور وفتن کی راہ میں ایک دیوار کے مانند ہے۔ جو عراق پر حملہ آور ہوگا، وہ بعد میں مجھ پر بھی حملہ اور ہوگا، جو دشمن عراق پہونچ کر دوپہر کا کھانا تناول کرے گا، تو وہ شام کا کھانہ نجد میں جا کر کھائے گا، ہمارے اور اہل عراق کے دل ایک ہیں، ہم اپنے تحفظ کے راستے پر لگا تار گامزن ہیں، ہم عراقی قوم اور ان کے دفاع کے لئے ہمیشہ تیار ہیں۔

لبنان کی آزادی کے بعد ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ نے لبنان کے وزیر خارجہ سلیم بک، اور صدر جمہوریہ موسی مبارک سے روض التنہات میں ملاقات کی اور دونوں سے کہا: " اے سلیم وزیر خارجہ!، اے صدر جمہوریہ موسی! تم دونوں عیسائی ہو اور میں مسلم ہوں۔ یہ اختلاف مجھے اس بات سے نہیں روکتا کہ میں تم دونوں سے ویسے ہی محبت کروں جیسا کہ میں اپنے بچوں فیصل، سعود، منصور، خالد وغیرہ سے کرتا ہوں۔ میری لبنان کے لئے وہی تمنائیں ہیں۔ جو نجد، حجاز، اور سارے مسلم ممالک کے لئے ہیں کہ انہیں آزادی ملے۔ میں نے لبنان کی آزادی کا اعتراف کیا۔ جب مجھے حالات کے بدل جانے کا یقین ہوا۔ اس لئے اب مسلمان اور عیسائی باہم مل کر ایک طاقت بن جاؤ۔ اختلاف نہ کرو۔ تساہل کے ساتھ اپنے مسائل کو حل کرو۔ میں تمہیں تمہاری آزادی کی مبارک بادی پیش کرتا ہوں، بشارہ، اور دوسرے لبنانی بھائیوں کو میرا اسلام پہونچانا۔

مسئلہ فلسطین پر اہم موقف: سابقہ مقالے میں میں نے اس پر بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے، یہاں پر صرف دو باتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے:

اول: جب آپ نے امریکی صدر فرینکلن روز ویلٹ سے قنا سویز میں امریکی جہاز بردار بیڑے پر چند منٹوں کی ملاقات کی، تو انہوں نے برملا اس بات کا اعتراف کیا: ’’مسئلہ فلسطین کو ملک عبدالعزیز کے ساتھ دس منٹ کی بیٹھک میں اتنا سمجھ لیا، کہ سابقہ دس سالوں میں بھی نہیں سمجھ سکا تھا‘‘ اس مسئلے پر آپکا موقف بڑا واضح اور نہایت سخت تھا، جیسا کہ میں ملک کی زیارت کی مناسبت سے فلسطینی وفد سے ملاقات کے دوران آپ نے فرمایا تھا: " میں میری اولاد اور میرے بس کی ساری قوت فلسطین، اور فلسطینی قوم پر قربان ہے، فلسطین عربی ہے، عربی رہے گا اور ان شاء اللہ عرب ہی اس کے مالک رہیں گے. " (انسانی ملک)..

دوم: اسی طرح ذی الحجہ ھ مطابق نومبر ء کو مکہ مکرمہ کے اندر حاجیوں کے لئے لگائے گئے ایک بڑے دسترخوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا: فلسطین کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے اہم ترین مسئلہ ہے، سارے مسلمانوں کی توجہ اس پر مبذول ہونی چاہئے، میں بہت لمبی لمبی باتیں کرنے کا عادی نہیں ہوں، میں خاموشی کے ساتھ کام کرنے پر یقین رکھتا ہوں، البتہ یہ ایک مسئلہ ایسا ہے، جس پر خاموشی اختیار کرنا مصلحت کے خلاف ہے۔ میں نے اس حساس مسئلے پر برطانیہ سے بھی دوٹوک گفتگو کی ہے اور فرانکلن روزفلٹ کو بھی کھل کر اپنا موقف بیان کیا ہے۔

آپ کے متعلق بہت سارے غیر مسلموں نے اپنے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی عبقری شخصیت کا اعتراف کیا ہے۔ جرمن قلمکار ایمیل شوبرز آپ کے متعلق لکھتے ہیں: " ایسا لگتا ہے کہ ملک عبدالعزیز بن سعود جیسی منفرد عبقری شخصیت چھ صدی سے جزیرۃ العرب میں پیدا ہی نہیں ہوئی. "

جرالڈ ڈوجرس آپ کے دور حکومت میں پیش آنے والی اصلاحات کے متعلق لکھتا ہے: " اتنی تھوڑی سی مدت میں اتنی بنیادی تبدیلیوں کا تصور نا قابل فہم وادراک ہے، تا آنکہ یہ کہا جا سکے کہ صحراء میں کسی قافلے کی کوئی تھیلی گر جائے تو چھ ماہ کے بعد بھی وہ وہیں پڑی مل جائے۔ مملکت سعودی عرب میں امن وامان عجیب وغریب شکل میں پایا جاتا ہے۔ یہاں پر یہ کسی بھی یورپین ملک سے کہیں زیادہ عام ہے۔

ڈاکٹر پن ذزل نے ء میں سعودی عرب کی زیارت کی، اور ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کو عبقری شخصیت قرار دیتے ہوئے فرمایا: " اگر آپ کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ چند لوگوں کی قیادت کرنے والا ابن سعو تھوڑی سی مدت میں اتنی بڑی امپائر قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا، جس کا رقبہ جرمن، فرانس، اور اٹلی سے کہیں زیادہ ہے، تو اس میں شک ہی نہیں رہے گا کہ آپ اس شخصیت کو نابغۂ روزگار کہے بغیر نہیں رہیں گے۔

واقعی ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے اندر ایک سچے اور مخلص قائد کی ساری صفات پائی جاتی تھیں۔ آپ بلا استثناء پوری ملت اسلامیہ کے متفقہ قائد ہو سکتے تھے۔ لیکن اختلافات وتعصّبات کی بھینٹ چڑھی ہوئی یہ ملت اچھے لوگوں کو قائد چننا کیوں کر پسند کر سکتی ہے؟ اسے تو اپنی تقسیمات کے ترازو پر کھرا اترنے والا فرمانروا چاہئے، چاہے وہ عملا بدعقیدہ اور گمراہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس امت مسلمہ میں قیادت کی کمی نہیں ہے۔ قبول قیادت اور اچھی قیادت کی شناخت کی کمی ہے۔ اللہ ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کی قبر کو نور سے بھر دے، اے کاش ایسا ہوتا کہ قرآن وسنت اور عقیدہ توحید کی بنا پر اٹھنے والا یہ انقلاب پوری دنیا کے مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرتا اور پھر دوبارہ ہم اپنی عظمت رفتہ کو لوٹا پاتے، اللہ ہمیں صحیح دین کی طرف عود کر آنے کی توفیق دے۔ آمین۔

علم وعمل کی پیکر چار عظیم شخصیات

آصف تنویر تیمی
جامعہ امام ابن تیمیہ، بہار

علم اتنا دلچسپ موضوع ہے کہ اس سے کبھی سیرابی نہیں ہوتی۔ دل چاہتا ہے کہ کوئی اس موضوع پر باتیں کرتا رہے اور ہم سنتے رہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو علم کے زینت سے مزین ہیں۔ شرعی نقطہ نظر سے اگر علم کے ساتھ عمل نہ ہوتو ایسے علم کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک مسلمان اگر علم اور عمل کا تذکرہ کرتا ہے تو اس علم سے مراد ایسا علم ہوتا ہے جو انسان کے لئے مفید ہو اور عمل سے مراد ایسا عمل ہوتا ہے جو آخرت میں نجات کا ذریعہ ہو۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ پوری انسانیت کے لئے سب سے نفع بخش علم کتاب وسنت کا علم ہے۔ جس میں دنیا وآخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اس علم سے تہی دامنی ایک طرح سے دنیا وعاقبت کی تباہی کے مترادف ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے اسلاف کھانے پینے سے زیادہ انسان کے لئے علم کو ضروری خیال کرتے تھے۔ اور ہر قسم کی مشکلات اور مصائب کو علم کی خاطر برداشت کرتے تھے۔

مشہور لغوی امام اصمعی کہتے ہیں: ''عالم اور متعلم سے متعلق چار ایسے اوصاف ہیں اگر یہ ان میں پائے جائیں تو پھر حصول علم کا معاملہ آسان ہو جائے گا۔ اور دونوں کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی۔ عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ باشعور ہو۔ صابر اور متحمل مزاج ہو۔ نرم خو ہو اور علم کے معاملے میں سخی اور فیاض ہو۔ طالب علم کے لئے لازم ہے کہ وہ علم کا شوقین ہو۔ حصول علم کی طرف رغبت رکھتا ہو۔ معلومات کو از بر کرے اور عقل مند بھی ہوتا کہ باتوں کو سمجھ سکے''۔ (الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع ص ۲۲۵)

ذیل کے سطور میں علم اور عمل سے متعلق چند مشاہیر کی زندگی کے اہم گوشے قلمبند کئے جاتے ہیں تاکہ ان باتوں سے ہمارے علماء اور طلبہ کا شوق علم دوبالا ہو اور علم کی راہ میں مزید توانائی صرف کریں۔

(۱) امام بخاری رحمہ اللہ: ان کا علمی رتبہ کسی سے مخفی نہیں۔ امیر المومنین فی الحدیث کہے جاتے ہیں۔ ان کی کتاب ''الصحیح'' کو قرآن کریم کے بعد اصح ترین کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ان کے چہیتے شاگرد امام فربری (محمد بن یوسف بن مطر بن صالح بن بشر) کہتے ہیں: امام بخاری سے ان کی کتاب ''الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ'' کو تقریباً ستر ہزار شاگردوں نے سنا۔ اور اس وقت میرے علاوہ ان کا کوئی شاگرد زندہ نہیں''۔

امام بخاری کے شوق علم کا یہ عالم تھا کہ رات رات بھر جگ کر علم حاصل کیا کرتے تھے۔ سوتے ہوئے بھی اگر کوئی علمی نکتہ ذہن میں آتا فوراً جگ جاتے تھے اور اس نکتہ کو قید تحریر میں لے آتے تھے۔ بسا اوقات ایک رات میں بیسیوں مرتبہ بیدار ہوتے اور علمی فوائد نوٹ کرتے۔ (البدایہ والنہایہ، لابن کثیر) موجودہ وقت میں یہی شوق، علماء اور طلبہ سے رخصت ہو گیا۔ جس کی وجہ سے علم میں سطحیت درآئی ہے۔ تحریر میں جان ہے نہ تقریر وتدریس میں گہرائی اور استحکام۔ موبائل اور انٹرنیٹ کے بے جا استعمال نے تو اور طلبہ اور علماء کو نکما بنا دیا ہے۔ سلف کی کتابیں دنیا کی لائبریریوں میں بطور زینت رہ گئی ہیں ان سے براہ راست استفادہ کرنے والے آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ اس سچائی کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جو چاشنی براہ راست کتابوں کے مطالعے میں ہے وہ لذت بذریعہ موبائل اور انٹرنیٹ کتابوں کے پڑھنے میں ہرگز نہیں ہے۔

امام فلاس (عمرو بن علی بن بحر بن کنیز ابوحفص الفلاس الباہلی) کہتے ہیں: ''اگر کسی حدیث کو بخاری نہیں جانتے تو درحقیقت وہ حدیث ہی نہیں ہے''۔ (البدایہ والنہایہ، لابن کثیر) فلاس کے اس قول سے امام بخاری کی علمیت اور فن حدیث میں ان کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کی پوری زندگی علماء اور طلبہ کے لئے عبرت ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی زندگی نہایت غربت میں اور افلاس میں گزری۔ والد کا انتقال بچپن میں ہو گیا۔ بعد میں آنکھ کی روشنی بھی چلی گئی۔ اس کے باوجود علم کے شوق میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ دل وجان سے علم حاصل کیا۔ یہاں تک کہ وہ کر دکھایا جو عام طور پر اس حالت میں لوگ نہیں کر پاتے۔ سچ ہے کہ اگر کسی چیز کا شوق ہو تو وسائل وذرائع کی کمی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ مدارس وجامعات کے طلبہ کو ان کی زندگی سے سبق لینا چاہئے اور حصول علم میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہئے۔

(۲) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ: حدیث ہو یا فقہ دونوں میدان میں امام احمد رحمہ اللہ کامل دسترس رکھتے تھے۔ دنیا کے اطراف واکناف میں ان کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد پائی جاتی ہے۔ ائمہ اربعہ میں سب سے زیادہ مصائب ومشکلات سے انہیں گزرنا پڑا۔ فتنہ خلق قرآن کے وقت ظالم بادشاہوں کے سامنے پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے۔ سنت کی نصرت اور خدمت کی وجہ سے ''امام اہل السنہ والجماعۃ'' سے پکارے جاتے ہیں۔ تمام تر ظاہری کلفتوں کے باوجود علم وعمل سے سمجھوتہ نہیں کیا۔ جیل

میں بھی رہ کر علم کی شمع کو فروزاں رکھا۔ علم حدیث میں ایسی عظیم الشان کتاب لکھی جس کی نظیر نہیں۔ اکثر صحیح حدیثوں کے ذخیرہ کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا۔ ''مسند امام احمد'' کے نام سے ان کی کتاب دنیا کے مکتبات میں موجود ہے۔ اس وقت پچاس سے زائد خوبصورت جلدوں میں یہ کتاب مطبوع ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس وقت مدارس وجامعات کے بہت سارے طلبہ درس نظامی کے اعتبار سے فراغت حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں مگر اس عظیم کتاب کو دیکھنے اور پڑھنے کی سعادت حاصل نہیں ہوتی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی زندگی پر مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ کا عربی سے اردو ترجمہ موجود ہے اس کتاب کا طلبہ کو ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

امام احمد رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے بیٹے صالح کہتے ہیں: والد صاحب یحیی بن معین کی رفاقت میں حج کے ارادہ سے مکہ گئے۔ حج کے بعد ان کا ارادہ صنعا (یمن) جاکر مشہور محدث عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ سے حدیث سننا تھا۔ لیکن ایسا ہوا کہ مکہ ہی میں طواف کے دوران عبدالرزاق سے ملاقات ہوگئی۔ یحیی بن معین پہلے سے عبدالرزاق کو پہچانتے تھے۔ علیک سلیک کے بعد احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی تعارف کرایا۔ جب دونوں اٹھنے لگے تو یحیی بن معین کی خواہش ہوئی کہ یہیں عبدالرزاق سے وقت لے کر حدیثیں سن لی جائیں تاکہ یمن جانے کی کلفت برداشت نہ کرنی پڑے۔ لیکن امام احمد اس کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ اور کہا: ہم نے یمن جاکر ان سے علم حاصل کرنے کی نیت کی ہے چنانچہ ہم اس نیت سے رجوع نہیں کرسکتے۔ اس طرح حج کے بعد امام احمد یمن گئے اور اپنے استاد عبدالرزاق سے بہت ساری حدیثیں سنیں۔ اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ علم کے کتنے حریص تھے۔ سفر کی تمام تر پریشانیوں کے باوجود یمن پہنچ کر علم حاصل کیا۔ ایک پل کے لئے بھی آسانی کا خیال ذہن میں نہیں آیا۔ ان کا یہ سنہرا واقعہ ان طلبہ کے لئے عبرت ہے جو علم کو آسانی کے ساتھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ جب تک علم کے لئے سب کچھ قربان نہ کردیا جائے اس وقت تک علم حاصل نہیں ہوتا۔ یحیی بن ابی کثیر کا قول ''لا يستطاع العلم براحة الجسم'' مبنی برحق ہے کہ جسمانی آسانی کے ساتھ علم کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) امام شافعی رحمہ اللہ: امام شافعی (محمد بن ادریس ابوعبداللہ الشافعی) کو اللہ تعالی نے علم وعمل کی دولت سے خوب نوازا تھا۔ علم حدیث، علم فقہ، علم اصول، علم لغت، علم انساب اور علم تفسیر میں امامت کے درجہ پر فائز تھے۔ امام مالک کے شاگرد اور امام احمد کے استاد تھے۔ کیا خوش قسمتی تھی دائیں بائیں دونوں طرف دو بڑے امام اور خود بھی امام الناس۔ امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''امام شافعی رحمہ اللہ سورج کے مانند تھے'' یعنی ان سے ہر شے کو فائدہ ہی فائدہ تھا۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی بے سروسامانی کی حالت میں تعلیم حاصل کی۔ دو سال سے بھی کم عمر تھی کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ ماں کو خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں بیٹا فقر وفاقہ کی وجہ سے ضائع نہ ہوجائے۔ اچھی تعلیم وتربیت سے محروم ہوجائے۔ اس لئے دو سال کی عمر میں یمن سے مکہ لے کر چلی گئیں۔ اس کے بعد امام شافعی رحمہ اللہ کی مکمل نشو ونما حجاز میں ہوئی۔ ماں کی پیہم نگرانی نے آپ کو امام وقت بنایا۔ محض سات سال کی عمر میں قرآن کے حافظ بن گئے۔ دس سال کی عمر میں حدیث کی بڑی کتاب موطا کی حدیثوں کو از بر کرلیا۔ غربت کی وجہ سے احادیث لکھنے کے لئے اوراق بھی نہیں خرید سکتے تھے۔ ادھر ادھر سے ہڈیاں چن کر معلومات درج کرتے اور جب وہ ہڈیاں بھر جاتیں تو ایک گھڑے میں ڈال دیتے تھے۔ محنت اور لگن سے کم عمری میں علم کا بڑا ذخیرہ اکٹھا کرنے میں کامیاب ہوئے۔ بیس سال سے کم عمر میں فتوی دینا شروع کردیا۔

امام شافعی رحمہ اللہ اصول فقہ کے بانی کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اس فن میں ان کی مشہور کتاب ''الرسالہ'' ہے۔ ہندوستانی طلبہ خال خال ہی اس کتاب سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان دنوں طلبہ اور مشائخ انہی کتابوں کو در خور اعتنا سمجھتے ہیں جو زیر نصاب ہوتی ہیں بقیہ کتابوں سے کوئی خاص لینا دینا نہیں ہوتا۔ بسا اوقات تو اس جیسی کتابوں کا تذکرہ بھی نہیں ہوتا۔ طلبہ کو اس کتاب (الرسالہ) سے ضرور استفادہ کرنا چاہئے۔ اور اس کی مفید باتوں کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کی مرویات کا مجموعہ ''کتاب الأم'' کے نام سے مشہور ہے۔ حدیث کی یہ کتاب بھی ان کتابوں کی فہرست میں داخل ہے جن سے ہمارے طلبہ بہت کم استفادہ کرپاتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ ایک اچھے ادیب اور شاعر بھی تھے۔ علم وعمل اور خلاق سے متعلق ان کے اشعار کافی شہرت رکھتے ہیں۔ بہت سارے مدارس وجامعات میں ان کے اشعار طلبہ کو یاد کرائے جاتے ہیں۔ ان کے اشعار کا مجموعہ ''دیوان الامام الشافعی'' کے نام سے مطبوع ہے۔ ذمہ داران مدارس وجامعات کو ضرور ان اشعار کو متوسطہ اور ثانویہ کی کلاسوں میں مقرر کرنا چاہئے تاکہ طلبہ زبان وبیان کی باریکی اور علم واخلاق کے ہنر سے آراستہ ہوسکیں۔ اسی ضمن میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی ہیں۔ ان کے اشعار بھی طلبہ اور علماء کو یاد ہونے چاہئے تاکہ تقریر وتحریر میں حسن وجمال پیدا ہوسکے۔

(۴) اعمش رحمہ اللہ: علم حدیث اور رواۃ حدیث کے باب میں امام اعمش کا نام محتاج تعارف نہیں۔ اپنے نام سے کہیں زیادہ یہ اپنے وصف ''اعمش'' (کانا) سے مشہور ہیں۔ ویسے ان کا اصل نام سلیمان بن مہران الاعمش ابومحمد الاسدی الکاہلی ہے۔ تابعی ہیں۔ ان کی ولادت کی تاریخ بعینہ وہی ہے جو سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت ہے۔ یعنی ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت کا زمانہ پایا۔ سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ کو دیکھا بھی لیکن ان سے کوئی مرفوع حدیث مروی نہیں ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اعمش رحمہ اللہ کو ’’شیخ المحدثین‘‘ سے ملقب کیا ہے۔ان کی زندگی علماء اور طلبہ کے لئے سراپا سبق آموز ہے۔ جسمانی اعتبار سے بہت خوبصورت تو نہ تھے جیسا کہ ’’اعمش‘‘ کے لفظ سے ظاہر ہے۔مگر علمی اور عملی اعتبار سے ان کی خوبصورتی کی کوئی مثال نہ تھی۔ایک دفعہ انہوں نے حفص بن ابی حفص الابار سے کہا: ’’یقیناً اللہ تعالی بعض قوموں کو علم کی وجہ سے عروج واقبال عطا کرتے ہیں اور اس کی زندہ مثال میری شخصیت ہے۔اگر اللہ تعالی مجھے علم سے نہ نوازتا تو میں لوگوں کے آنگن کا کوڑا اٹھانے کے لائق بھی نہیں ہوتا‘‘۔(الحلیہ ،لابی نعیم)

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: ’’اعمش قرآن کریم کے بڑے قاری، احادیث رسول کے حافظ اور فرائض کے بڑے عالم تھے۔ عالم کے ساتھ عابد بھی تھے۔نماز باجماعت کا حد درجہ اہتمام کرتے تھے۔ ہمیشہ اگلی صف میں نظر آتے۔ستر سال تک ان کی تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی‘‘۔(سیر أعلام النبلاء ،للذہبی)

اعمش نہایت قناعت پسند تھے۔امراء اور حکمراں کی چوکھٹ سے کافی دور رہتے تھے۔ان کی قناعت پسندی کے تعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار امیر عیسی بن موسی نے ایک ہزار درہم اور ایک ورق دے کر اپنے کسی نمائندہ کو ان کے پاس بھیجا تاکہ اس ورق پر اعمش ایک حدیث تحریر کردیں۔ جب یہ نمائندہ اعمش کے پہنچا تو انہوں نے اس ورق پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور اس کے بعد سورہ اخلاص لکھ کر واپس کردیا۔جب نمائندہ ورق لے کر امیر کے پاس پہنچا تو امیر کافی ناراض ہوا اور اعمش کو لکھا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھے قرآن کا علم نہیں،اس کے جواب میں اعمش رحمہ اللہ نے کہا: کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ ہم حدیث کو چند ٹکوں کے عوض فروخت کرتے ہیں۔

ہشیم بن بشیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: ’’کوفہ میں اعمش سے بڑا قرآن اور حدیث کا کوئی عالم نہیں تھا‘‘۔اعمش رحمہ اللہ اپنے شاگردوں کے معاملے میں اس اعتبار سے سخت تھے کہ ناکارہ قسم کے طلبہ کو اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتے تھے۔اور جس کے اندر علم کا شوق نہیں دیکھتے اس کو پڑھاتے بھی نہیں دیتے تھے۔ان کی سخت مزاجی کے باوجود ان کے بعض شاگردوں نے ان سے خوب استفادہ کیا۔ان حوالے سے بعض لطیفے بھی مشہور ہیں۔ایک دفعہ دور دراز سے ایک طالب علم ان سے حدیث سننے آیا۔ان دنوں وہ اپنے بعض تلامذہ سے ناراضگی کی وجہ سے درس بند کئے ہوئے تھے۔مگر اس طالب علم نے ان کو گھر چھوڑنے کے بہانے گاؤں سے دور لے گیا۔اور کہا: اگر آپ مجھے حدیث نہیں سنائیں گے تو یہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔اس وقت اعمش بڑھاپے کی وجہ سے بینائی سے محروم ہو چکے تھے۔خیر اعمش نے اپنے اس شاگرد کو حدیثیں سنائیں۔ پھر شاگرد نے ان کو گھر تک چھوڑا۔اس کو کہتے ہیں علم کا شوق۔ناراض استاد کو بھی حیلہ اور بہانہ سے راضی کرنا اور ان سے کسب فیض کرنا۔اللہ تعالی ہم سب کو بھی علم وعمل کا پیکر بنائے۔آمین ☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۱۷ کا)

آدم کی اولاد میں چھوٹے بڑے، ادنی، اعلیٰ، آقا غلام کی تفریق کس بنا پر جائز سمجھی جاسکتی ہے؟ خون، رنگ، نسل، دولت وغیرہ کے امتیازات ان لوگوں نے پیدا کیے، جن کے ہاتھ سے حقیقت کا رشتہ نکل چکا تھا اور جو ہوسناکیوں کی بناء پر انسانیت کے ٹکڑے کرنے کے درپے ہوگئے تھے۔اللہ کے نزدیک انسانوں میں مراتب کا انحصار حسن عمل پر ہے۔جس کے پاس عمل کا اندوختہ زیادہ ہوگا۔ وہ خدا کے نزدیک سب پر فائق ہوگا، اگرچہ کالا اور مفلس ہو۔وہ لوگ اس سے نیچے رہیں گے جو حسن عمل میں اس کے برابر نہ ہوں گے، خواہ ان کے رنگ کتنے ہی گورے اور ان کی دولت وثروت کتنی ہی لامتناہی ہو۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں زیدؓ، اسامہؓ، بلالؓ یا دوسرے مساکین کا درجہ عباسؓ سے کم نہ تھا جو آپ کے چچا تھے۔ جنگ بدر میں وہ قید ہو کر آئے تو انصار نے اس بنا پر ان کا زرفدیہ معاف کردینا چاہا کہ عباسؓ کے والد رشتے میں انصار کے بھانجے تھے مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، ایک دام بھی معاف نہ کرو۔

آپ مسجد کی تعمیر میں صحابہؓ کے ساتھ برابر کام کرتے رہے۔ خندق کی کھدائی میں بھی آپ نے برابر حصہ لیا۔سفر میں صحابہ کھانا پکانے کا کام مل جل کر کرتے۔ آپ بھی کوئی نہ کوئی کام اپنے ذمے لے لیتے۔ایک مرتبہ کھانا پکانے کے لیے لکڑیاں لانے کا کام آپ نے سنبھالا۔فدائیوں نے عرض کیا کہ یہ کام ہم کرلیں گے۔فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ اپنے آپ کو تم سے ممتاز رکھوں۔خدا اس بندے کو پسند نہیں کرتا جو ہمراہیوں میں ممتاز بنے۔

جنگ بدر کے سلسلے میں مدینہ منورہ سے نکلے تو سواریوں کی اتنی کمی تھی کہ ایک ایک اونٹ تین تین کے حصے میں آیا۔ باری باری ہر فرد سوار تھا۔حضور ﷺ کے بھی دو ساتھی تھے۔وہ عرض کرتے کہ آپ سوار رہیں۔ہم پیدل چلیں گے۔فرمایا: نہ میں چلنے میں تم سے کم طاقت ور ہوں اور نہ ثواب کے لیے میں تم سے کم محتاج ہوں۔

مشہور واقعہ ہے کی بنی مخزوم میں سے ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔بعض لوگ اسے چھڑانا چاہتے تھے اور اس غرض سے اسامہؓ بن زیدؓ کو سفارشی بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے اسامہ کی درخواست سنی تو فرمایا: کیا تم حدود خداوندی میں سفارش کرتے ہو؟ پھر خطبہ دیا، جس میں ارشاد ہوا: پہلی امتیں صرف اس وجہ سے برباد ہوئیں کہ جب کوئی بڑا آدمی جرم کا مرتکب ہوتا تو اس سے چشم پوشی کی جاتی۔کوئی معمولی آدمی پکڑا جاتا تو اسے سزا دلاتے۔خدا کی قسم، اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اسے بھی قطع ید کی سزا ضرور دی جاتی۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے خوب فرمایا:

تمیز بندہ و آقا فساد آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

(رسول رحمت)

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

شیخ العرب والعجم، بزرگ ومعمر ترین عالم دین
بقیۃ السلف مولانا فضل الرحمٰن سلفی صاحب کا سانحہ ارتحال

دہلی: ۲۰؍نومبر ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے شیخ العرب والعجم، سابق استاد دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، سابق صدر المدرسین مدرسہ دارالتکمیل مظفرپور، بہار، بزرگ ومعمر ترین عالم دین، بقیۃ السلف استاذ الاساتذہ مولانا فضل الرحمٰن سلفی صاحب کے سانحہ ارتحال پر نہایت رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملک وملت، جماعت اور علمی دنیا کا عظیم خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن سلفی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بڑے خلیق وملنسار، علماء وطلبہ نواز، دینی وجماعتی غیرت سے سرشار، متقی وپرہیزگار اور حقیقی معنوں میں وارث علوم نبوت تھے۔ آپ کا تعلق مولانگر سیتامڑھی بہار کے ایک معروف علمی ودینی خانوادے سے تھا۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سند العلماء حافظ عبدالستار صاحب سے حاصل کی۔ 1938ء میں ہندوستان کی قدیم ترین دینی دانشگاہ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ میں داخلہ لیا اور 1943ء میں سند فضیلت حاصل کی۔ آپ اس وقت دارالعلوم کے سب سے قدیم فارغ التحصیل تھے۔ آپ بیک واسطہ شیخ الکل فی الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے فیض یافتگان میں سے تھے کیوں کہ آپ نے مولانا محمد اسحاق آروی اور مولانا عبدالغفور جیراجپوری رحمہما اللہ ارشد تلامذہ شیخ الکل سے کسب فیض کیا تھا۔ اسی طرح مولانا عین الحق سلفی، مولانا شمس الحق سلفی، مولانا عبدالودود جیراجپوری، مولانا مصلح الدین جیراجپوری رحمہم اللہ بھی آپ کے نامور اساتذہ میں سے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ فی زمانہ حدیث میں سند عالی کی وجہ سے مرجع علماء بنے ہوئے تھے اور برصغیر سمیت سعودی عرب، کویت متحدہ عرب امارات، انگلستان وغیرہ کے افاضل علماء حسب سہولت حاضر خدمت ہوکر یا آن لائن آپ سے کتب احادیث پڑھ کر سند اجازہ لیتے تھے۔ آپ نے فراغت کے ابتدائی دور میں مادر علمی دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ اور مدرسہ شیر شاہی مالدہ میں بھی درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا۔ پھر مدرسہ دارالتکمیل مظفرپور سے وابستہ ہوگئے اور وہاں 23 سال تک صدر المدرسین کے منصب پر فائز رہے۔ آپ کو تصنیف وتالیف اور صحافت سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ کی ایک کتاب بنام ''حسن البیان والے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی-حیات وخدمات'' کافی مشہور ہے۔ آپ کی پوری زندگی تعلیم وتربیت اور دعوت واصلاح کے لیے وقف رہی۔ آپ نے کئی نسلوں کی تعلیم وتربیت کی۔ افسوس کہ گذشتہ کل ۱۹؍نومبر ۲۰۲۲ء کو مختصر علالت کے بعد تقریبا ساڑھے سات بجے شام بعمر تقریباً سو سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا نے مزید کہا کہ آپ کے شاگردوں اور فیضیافتگان کی بڑی تعداد ہے جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ ان شاء اللہ۔ ان کا انتقال جمعیت وجماعت اور علمی دنیا کا عظیم خسارہ ہے۔ پسماندگان میں دو صاحب زادیاں اور متعدد نواسے نواسیاں ہیں۔ ان کی تدفین آج 20/ نومبر 2022، اتوار کو بعد نماز ظہر مغل مسجد، چندوارہ، مظفرپور، بہار میں عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، دینی وجماعتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین خصوصا داماد محمد امجد صاحب، محمود عالم صاحب بھتیجے مولانا قمر سبحانی صاحب، مولانا خورشید سلفی صاحب، تنویر صاحب، مظفر سبحانی صاحب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جمعیت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔

پریس ریلیز کے مطابق مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے دیگر ذمہ داران واراکین نے بھی مولانا کے انتقال پر اظہار رنج وافسوس کیا ہے اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا گو ہیں۔

معروف عالم دین وسماجی شخصیت مولانا انعام اللہ قاسمی صاحب کا سانحہ ارتحال مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا تعزیتی پیغام

نئی دہلی: ۲۱؍نومبر ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے معروف عالم دین مولانا عبدالوہاب حجازی صاحب استاد جامعہ اسلامیہ خیر العلوم ڈومریا گنج یوپی کے بڑے بھائی موقر عالم دین اور سدھارتھ نگر یوپی کی معروف سماجی شخصیت مولانا انعام اللہ قاسمی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور ان کی موت کو ملت وجماعت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ مولانا انعام اللہ قاسمی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں

سے نوازا تھا۔آپ دینی وجماعتی اور ملی غیرت سے سرشار، خدمت خلق کے لیے ہمہ وقت تیار اور نہایت جری وبہادر ذہین انسان تھے۔آپ نے دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد علاقے کے مدرسہ مظہرالعلوم اوسان کوئیاں اور مدرسہ انوارالعلوم پرساعماد وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔جامعہ اسلامیہ سنابل دہلی کے تاسیسی ایام میں ایک لمبی مدت تک تدریسی وانتظامی امور سے وابستہ رہے۔بعدازاں اپنے علاقے میں ہی خدمت خلق میں لگ گئے۔تقریباً ایک سال سے علیل تھے۔افسوس کہ مورخہ ۱۹/نومبر ۲۰۲۲ء کو شب کے تقریباً دس بجے طویل علالت کے بعد بعمر تقریباً 85 سال انتقال ہوگیا۔اناللہ وانا الیہ راجعون. آپ ایک بڑے متحرک اور فعال ذی علم شخص تھے۔ان کا انتقال جماعت وملت کا خسارہ ہے۔پسماندگان میں تین صاحب زادے عبدالغافر صاحب، مولانا عبدالماجد سنابلی صاحب، کمال الدین صاحب ،اور دو صاحب زادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔ان کی تدفین گزشتہ کل مورخہ 20/نومبر 2022 کو بعد نماز ظہر (2 بجے دن) آبائی وطن کسمہی سدھارتھ نگر یوپی میں عمل میں آئی۔جس میں علماء وعوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اللہ تعالی ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، دینی وجماعتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جماعت وملت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔آمین

عالمی سیمینار بعنوان ’’شیخ محمد عزیر شمسؒ-حیات وآثار‘‘ کے سلسلے میں جائزہ میٹنگ کا انعقاد

نئی دہلی:۲۱/نومبر ۲۰۲۲ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام عالمی شہرت یافتہ محقق وعالم دین شیخ محمد عزیر شمسؒ کی حیات وآثار سے معنون دہلی میں آئندہ دنوں منعقد ہونے والے عالمی سیمینار کے حسن انعقاد کے سلسلے میں کل مورخہ ۲۰/نومبر ۲۰۲۲ء کو بعد نماز مغرب مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کی صدارت میں ایک اہم نشست منعقد ہوئی جس میں امیر محترم نے متعلقہ ذمہ داران سے سیمینار اور اس موقع پر ’’شیخ محمد عزیر شمس کے معارف وآثار اور خدمات‘‘ پر مشتمل شائع ہونے والے وقیع یادگار مجلّہ سے متعلق معلومات حاصل کرکے اطمینان کا اظہار فرمایا اور دیگر قیمتی ہدایات دیں اور کہا کہ ملک وبیرون ملک سیمینار کے سلسلے میں علماء ومحققین اور ذمہ داران مدارس وجامعات کے اندر کافی جوش وخروش پایا جارہا ہے۔

پریس ریلیز کے مطابق طے ہوا کہ جلد ہی سیمینار کے تاریخ وانعقاد کا اعلان کیا جائے گا۔مقالات کی آمد کا سلسلہ جاری ہے اور متعدد مقالہ نگاروں اور شعرائے کرام نے اپنے مقالات اور شعری تخلیقات ارسال فرمائے ہیں اور ہفتہ عشرہ میں درجنوں مقالات کی آمد یقینی ہے۔

اس نشست میں ڈاکٹر ظل الرحمٰن تیمی منسق یادگار مجلّہ، ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، مولانا محمد رئیس فیضی وغیرہ شریک رہے جبکہ بذریعہ ٹیلی فون مولانا ابوالقاسم بنارسی سابق ایڈیٹر ماہنامہ محدث بنارس، مولانا ثناء اللہ صادق تیمی فوری مترجم حرم مکی اور ڈاکٹر عبدالواسع تیمی ریختہ فاؤنڈیشن صاحبان وغیرہ اراکین مجلس ادارت سے بھی مشورے ہوئے۔

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی
نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	30/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	50/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	204/-

مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش
نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

ضلعی جمعیت اہل حدیث دکھن دیناج پور مغربی بنگال کے امیر معروف عالم دین مولانا عبد الرشید قاسمی صاحب کا انتقال پُر ملال : نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ ضلعی جمعیت اہل حدیث دکھن دیناج پور مغربی بنگال کے امیر اور مدرسہ مصباح العلوم جادبپور، کوش منڈی دکھن دیناج پور مغربی بنگال کے صدر المدرسین معروف عالم دین مولانا عبد الرشید قاسمی صاحب کا مورخہ 3/نومبر 2022ء کو دس بجے شب بعمر تقریباً 70 سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا عبد الرشید قاسمی صاحب بڑے خلیق وملنسار، علماء نواز، دینی وجماعتی غیرت سے سرشار تھے۔ آپ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ جمعیت وجماعت کے کاز سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے اور علاقے میں دعوتی وتربیتی پروگرام بڑی سرگرمی کے ساتھ منعقد کرتے تھے۔ 9/اکتوبر کے ضلعی دعوتی وتنظیمی کانفرنس میں بھی کافی سرگرم رہے اور آئندہ دنوں مورخہ 12/نومبر کو منعقد ہوئے والی ضلعی کانفرنس کے انعقاد کے لئے بھی کافی متفکر تھے لیکن وقت موعود آپہنچا تھا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ان کا انتقال جمعیت وجماعت کا بڑا خسارہ ہے۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، چار صاحب زادے اور دو صاحب زادیاں ہیں۔ تدفین مورخہ 4/نومبر 2022 کو صبح دس بجے ظہر پور گاؤں میں عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، دینی وجماعتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ضلعی وصوبائی جمعیت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین (شریک غم: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

ضلعی جمعیت اہل حدیث مرشد آباد مغربی بنگال کے سابق ناظم معروف عالم دین مولانا عبد القاہر سلفی صاحب کا سانحہ ارتحال: نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ یہ خبر سنی گئی کہ ضلعی جمعیت اہل حدیث مرشد آباد مغربی بنگال کے سابق ناظم اور مدرسہ ازہر العلوم بینگ ڈوبی مرشد آباد کے شیخ الحدیث مولانا عبد الرحمٰن صاحب کے بڑے صاحبزادے معروف عالم دین مولانا عبد القاہر سلفی صاحب کا گزشتہ شب 11:45 بجے بعمر تقریبا 50 سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا عبد القاہر سلفی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بڑے خلیق وملنسار اور دینی وجماعتی غیرت سے سرشار تھے۔ آپ جامعہ سلفیہ بنارس سے فراغت کے بعد علاقے کے مدنہ ایم ایس کے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ان کا انتقال جمعیت وجماعت کا خسارہ ہے۔ پسماندگان میں والدین، اہلیہ، دولڑکے، دولڑکیاں، آٹھ بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ تدفین آج مورخہ 23/نومبر 2022 کو بعد نماز ظہر (1 بجے دن) آبائی وطن شیر پور، بینگ ڈوبی، مرشد آباد میں عمل میں آئے گی۔ ان شاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، دینی وجماعتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور جمعیت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین (شریک غم ودعاگو: اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کی سرپرستی میں ایک روزہ دینی دعوتی تعلیمی و اصلاحی اجلاس عام اختتام پذیر: مورخہ 10/نومبر 2022 بروز جمعرات راجستھان کے گاؤں اندھواڑی میں صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ کی سرپرستی میں ایک روزہ دینی دعوتی تعلیمی واصلاحی اجلاس عام زیر صدارت شیخ ڈاکٹر عیسیٰ خان انیس جامعی صاحب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث ہریانہ منعقد ہوا جس کا آغاز مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ کے طالب علم کی تلاوت سے ہوا۔ اس میں مہمان خصوصی ذی وقار حضرت مولانا شیخ اصغر علی امام مہدی السّلفی صاحب حفظہ اللہ/ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، نے سامعین کے سامنے خطبہ مسنونہ پیش کرنے کے بعد ماضی میں ہریانہ اور پنجاب کے علماء کی دینی وسماجی خدمات کا اور تحریک شہیدین کا ذکر کرتے ہوئے پنجاب کے علماء کا خصوصی تذکرہ کیا اور علماء وعوام اور جماعت کے متعلقین کو نصیحت کرتے ہوئے مثبت اور تعمیری انداز میں تعلیمی بیداری، معاشرے کی فلاح وبہبود، ملک وملت کی بھلائی، آپسی میل جول، قومی یکجہتی اور امن وشانتی سے رہنے کی تلقین کی اور متبعین کتاب وسنت کا اسے امتیاز قرار دیا اور ہر طرح کے حسد وکینہ، رسہ کشی، نفاق، عدم تعاون اور نفرت وتعصب جس میں افسوس کہ علماء بھی بڑی تیزی سے ملوث ہوتے جارہے ہیں امید ہے کہ خصوصا علماء وطلباء ان برائیوں سے بچیں گے تاکہ ہماری جمعیت وجماعت اور ملک وملت پھل پھول سکے۔ امیر محترم نے غیر مسلمین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان اعلیٰ اسلامی اخلاق وکردار کو اپنے اسلاف کی طرح اپنانے کی تلقین کی جو ہمارے صحابہ کرام اور اسلاف عظام کا طرۂ امتیاز تھا۔ انہوں نے جنگ

آزادی میں اہل حدیثوں کی خدمات کا تذکرہ بڑے ولولہ انگیز انداز میں کیا۔

حضرت مولانا شیخ خورشید عالم مدنی صاحب حفظہ اللہ/ نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث بہار، نے بہت ہی عمدہ طریقے سے ''اولاد کی تربیت میں والدین کا کردار'' کے موضوع پر روشنی ڈالی۔انھوں نے بیان کیا لاتنکحوا المشرکین حتیٰ تومنوا (الحدیث) کیا اس حدیث کی روشنی میں ہم نے اپنی اولاد کو سمجھایا ہے۔مولانا نے مزید کہا کہ جب بچے کی تربیت اچھی ہوگی تو وہ مرنے کے بعد والدین کے لیے دعاء مغفرت کرے گا جس سے جنت میں درجہ بلند ہوگا، عمدہ تربیت کی وجہ سے آج نیٹ کے امتحان میں مدرسہ میں پڑھنے والے طلباء کامیاب ہورہے ہیں، اسی طرح شیخ ڈاکٹر طاہر مدنی صاحب حفظہ اللہ نے کہا کہ حکیم عبدالشکور، مولانا عبدالجبار صاحب نے اپنی بساط کے اعتبار سے بہت کام کیا، شیخ نے منہج سلف کو لازم پکڑنے اور تسلیم کرنے اور اس کی نشر واشاعت کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ مجھے خطہ میوات میں آکر خوشی محسوس ہورہی ہے۔شیخ عبدالستار سلفی صاحب حفظہ اللہ/ امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی، نے نماز کی اہمیت وفضیلت پر روشنی ڈالی کہ نماز دین کا ستون ہے، اور یقیناً نماز بے حیاء اور فحش اور منکر کاموں سے روکتی ہے، اسی طرح کامیاب ہونے والوں کی صفات کو اللہ تعالیٰ نے سورہ مومنون میں ذکر فرمایا ہے کہ جو اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں، اور لایعنی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں، اور شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، اور نمازوں کی حفاظت اور مداومت برتتے ہیں، نیز اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو ترغیب دو اور جب دس سال کا ہوجائے تو نماز نہ پڑھنے پر سزا دو۔

جلسہ کی نظامت شیخ عبدالرحمٰن السّلفی صاحب کی متوقع تھی مگر علیل ہونے کے وجہ سے مولانا ناصر محمدی نے نظامت کے فرائض کو انجام دیا اور آخر میں صدارتی خطاب میں امیر ہریانہ نے سامعین کو تلقین کی کہ جو باتیں ہمارے باوقار محترم مقررین حضرات نے پیش کی ہیں ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔انھوں نے تمام ہی مشارکین اجتماع، علماء عوام وخواص کا شکریہ ادا کیا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ کا فرمان ہے کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا، آخر میں امیر جمعیت فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا اصغر علی امام مہدی السّلفی صاحب حفظہ اللہ نے ملک کی تعمیر وترقی اور بیت المقدس کی نصرت اور وہاں کے باشندوں کے لئے امن وامان کے لئے دعا کی۔قابل ذکر مشارکین اجتماع میں مولانا الیاس سلفی صاحب، شیخ صدیق صاحب، مولانا عادل ریاضی، مولانا حکیم الدین، مولانا عطاء اللہ، مولانا مشتاق احمد ندوی، مولانا داؤد، حاجی عبدالرشید، مولانا نظام الدین سنابلی صاحب، مولانا ایوب سلفی، مولانا عبدالستار سلفی، مولانا سراج ریاضی، مولانا ذکریا صاحب خورشید عالم محمدی، اور دیگر سینکڑوں علماء کرام نے اور ہزاروں افراد نے شرکت کرکے استفادہ کیا جبکہ علماء کرام کی ضیافت کا اہتمام حاجی اسحاق صاحب نے کیا۔مجموعی اعتبار سے جلسہ کامیاب رہا۔الحمد للہ (مولانا خورشید عالم محمدی، ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث میوات)

ضلعی جمعیت اہل حدیث سپول کے زیر نگرانی مقامی جمعیت اہلحدیث بلبھدرپور سپول بہار کا ایک روزہ دعوتی و اصلاحی اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر

پذیر: مورخہ ۲۲/نومبر ۲۰۲۲ء، بدھ کو بمقام جامع مسجد بلبھدرپور (ناڑھی ٹولہ) سپول بہار مقامی جمعیت اہلحدیث بلبھدرپور سپول کے زیر اہتمام یک روزہ دعوتی واصلاحی پروگرام زیر صدارت فضیلۃ الشیخ اکرام الحق صاحب مفتاحی امیر ضلعی جمعیت اہلحدیث سپول منعقد ہوا۔تین سیشن پر یہ پروگرام محیط رہا، دو بجے دن میں درس قرآن مجید فضیلہ الشیخ سیف الدین ندوی، اور درس حدیث فضیلہ الشیخ عبدالعزیز عمری کے ذریعے ہوا۔پہلے سیشن کا آغاز مفید دروس کے ساتھ ہوا۔دوسری نشست بعد نماز عصر تلاوت کلام پاک اور حمد ونعت سے شروع ہوئی، یہ مجلس خواتین کے اصلاحی ودعوتی پروگرام کیلئے مختص رہی، اور "اسلام میں عورت کا مقام" پردہ نیز اصلاح معاشرہ میں خواتین کا کردار " جیسے عناوین پر محمد داؤد اسلامی، مولانا کمال الدین سنابلی، مولانا محمد رفیق سنابلی، مولانا کعبۃ اللہ سلفی صاحبان نے نہایت مدلل وموثر خطابات کے ذریعے سامعات کو مستفید ہونے کا موقع فراہم کیا۔تیسری نشست بعد نماز مغرب اجلاس عام کے طور پر شروع ہوئی مولانا قمر الھدیٰ اسلامی نے" امر بالمعروف ونھی عن المنکر "اور مولانا عبدالمعید سلفی نے "نماز کی اھمیت "اور مولانا شمیم اختر فیضی صاحب نے تاثراتی کلمات میں سماجی ومعاشرتی برائیوں کو گناتے ہوئے ان کے سد باب اور حل پیش کئے۔فضیلۃ الشیخ دکتور امان اللہ صاحب المدنی/ حفظہ اللہ نے قرآنی آیات کی روشنی میں منہج سلف اور اسلام کی حقانیت کو مدلل انداز میں بیان فرمایا۔فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔پروگرام کی نظامت جناب مولانا آفتاب عالم تیمی صاحب نے کی۔صدر مجلس مولانا اکرام الحق صاحب مفتاحی حفظہ اللہ نے صدارتی کلمات پیش کرتے ہوئے دعائیہ کلمات کیساتھ نو بجے رات پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا۔اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو عوام وخواص اور ھم سب کیلئے نافع اور باعث نجات بنائے۔آمین یارب العالمین۔(رپورٹ: محمد داؤد اسلامی، ناظم ضلعی جمعیت اہلحدیث، سپول، بہار)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کے زیر اہتمام

دو روزہ عالمی سیمینار

بعنوان

شیخ محمد عزیر شمس رحمہ اللہ - حیات و آثار

(سیمینار کے انعقاد کی تاریخ کا اعلان جلد ہی کیا جائے گا)

اس تاریخی موقع پر شیخ محمد عزیر شمسؒ کے معارف و آثار پر مشتمل وقیع یادگار مجلہ شائع ہوگا۔ ان شاءاللہ

الحمدللہ! ملک و بیرون ملک سے علماء و محققین کے گرانقدر مقالات موصول ہو رہے ہیں۔
مقالہ نگار حضرات اپنی نگارشات جلد از جلد ارسال فرمائیں۔

مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں: 9213172981, 7290902785
ozairshamsseminar@gmail.com

شعبہ نشر و اشاعت

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل 4116 اردو بازار، جامع مسجد، دہلی-۶ Ph: 011-23273407, 011-23246613
Website: www.ahlehadees.org, Email: jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

خوشخبری خوشخبری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا

کلینڈر 2023

جاذبِ نظر، خوشنما، ہر صفحہ اسلامی تعلیمات سے مزین، قابل دید
قرآنی آیات سے آراستہ اور اہم معلومات سے پُر کلینڈر
چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔

اپنا آرڈر پیشگی بک کرائیں۔

مکتبہ ترجمان

Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar
Jama Masjid, Delhi-110006

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292
Ph:011-23273407,Fax:011-23246613